احیائے تصوّف کا علمبردار

ماہنامہ

نوائے صُوفیہ

اِسلام آباد

شمارہ نمبر ۸۷

مارچ ۱۹۹۶ء



شاہ ہمدان میوزیم کولاب کا اندرونی منظر

احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۱۷ | قیمت دس روپے | مارچ ۱۹۹۶ء

مدیر و ناشر:

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر:

وگیو کمپوزر، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

بدل اشتراک در سالانہ

پاکستان -/120 روپے سالانہ

سعودی عرب -/1400 روپے سالانہ

(بشمول خصوصی ڈاک چارجز)

کویت -/600 روپے سالانہ

متحدہ عرب امارات -/600 روپے سالانہ

انڈیا -/400 روپے سالانہ

یورپ -/600 روپے سالانہ

خط و کتابت کا پتہ:

زونل آفس "نوائے صوفیہ"

دکان نمبر 2 ، PD-17 ،

سید پور روڈ، پنڈورہ،

راولپنڈی پاکستان

منی آرڈر، چیک، ڈرافٹ اور

رجسٹری بھیجنے کا پتہ:

فلیٹ نمبر 7 ، بلاک نمبر 14 ،

کینگری ۱۷ ، آئی ایٹ ۱ ،

اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

			صفحہ نمبر
فکر و تذکر	دائرے کا سفر (اداریہ)	ڈاکٹر غازی محمد نعیم	
فقہ	مجموعہ شریعت محمدیہ	ابوالعرفان محمد بشیر	
تصوف	چہل مقام صوفیہ	رستم علی انجم	
احوال صوفیاء	شیخ ابوالقاسم گرگانی	غلام حسن نوربخش	
ہمدانیات	سید علی ہمدانی کی تعلیمات	کرنل غلام سرور	
شریعت	الفخر	محمد جابر	
سیر فی الارض	شاہ ہمدان کانفرنس تاجکستان کی تصویری جھلکیاں	ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی	
	ہمدان	مجاہد حسین کاوش	
	کامیاب ازدواجی زندگی کا راز	نجم الدین صوفی	
نکات دانش	مولانا غلام حسن نوربخش سے انٹرویو	غ-م-ن	
فقہی مسائل	آپ کے مسائل اور ان کا حل	ابوالعرفان محمد بشیر	
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	جی-ایچ-معروفی	
نامہ سالک	قارئین کے خطوط	غلام حسن شگری	

اڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر 358-A ، سیکٹر G-6/1-1 ، اسلام آباد سے شائع کیا۔

تفکر و تذکر

دائرے کا سفر

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم یخرجکم طفلاً ثم لتبلغوآ اشدکم ثم لتکونوا شیوخاً و منکم من یتوفی من قبل لتبلغوآ اجلاً مسمی ولعلکم تعقلون۔ (المؤمن ٦٧)

ترجمہ: (لوگوں) وہ (اللہ) ہی تو ہے جس نے تم (پہلی مرتبہ) مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر وہ تم کو بچہ (بنا کر ماں کے پیٹ سے) نکالتا ہے، پھر (تم کو زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر (اور زندہ رکھتا ہو تاکہ) بڑھاپے کو پہنچو۔ اور تم میں سے کوئی (کوئی ان وقتوں سے) پہلے (ہی) مر جاتا ہے۔ (غرض یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا ہے) تاکہ تم (موت) کے وقت مقرر تک پہنچ جاؤ اور (مقصود اصلی) یہ ہے کہ تم سمجھو۔

دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ یہ کارگہ خیر و شر ازل سے اسی طرح موجود رہی ہے۔ ایک نسل فنا ہوتی ہے تو دوسری اس کی جگہ لیتی ہے۔ جہد معاش ہوس جمع مال، ہوس اقتدار و ملک گیری اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والی آویزش، دنگا اور فساد، ظلم اور حق تلفی کے قصے، سماجی ناہمواری کے دکھڑے غرض انسانی رویوں کے ہزار رنگ صدیوں سے ایک ہی انداز میں دہرائے جاتے رہے ہیں۔ اور بنی نوع انسان ہر دور میں اس آس کے سہارے حیات مستعار کے دن گزارتی رہی ہے کہ کوئی ایسا مسیحا آئے گا جو ان کے ذاتی دکھوں کا بھی ازالہ کرے گا اور اجتماعی زندگی کی خرابیوں کو بھی خوبیوں میں بدل دے گا اور نظام ظلم کی جگہ نظام عدل کی کارفرمائی ہو جائے گی۔

ہر انسان پیدائش سے لے کر موت تک دراصل ایک امید و بیم کا سفر ہی طے کرتا ہے۔ اس زندگی کا ذکر تو ایک طرف رہنے دیں جو کسی نے دیکھی نہیں۔ صرف اسی زندگی کو ہی لیا جائے جو ایک ٹھوس۔ قابل محسوس حقیقت ہے جس کو آنکھ سے دیکھا، کان سے سنا، ہاتھ سے چھوا اور تالو سے چکھا جا سکتا ہے اس زندگی کے چند دن بھی سکون و طمانیت سے گزر نہیں پاتے۔ اور خاص کر دور جدید میں تو (جو خلائی دور ہے اور خلا خوف کا گھر ہے) سکون قلب کچھ زیادہ ہی عنقا ہو گیا ہے اور خوف اور دہشت کے سائے ہر طرف لہرا رہے ہیں جیسے کوئی خنجر بکف قاتل ہر فرد بشر کے تعاقب میں شب و روز مصروف ہے۔

بات کچھ بے ربط سی ہو گئی۔ کہنا یہ مقصود تھا کہ انسان کی چند روزہ حیات ایک دائرے کا سفر ہے جس میں اطمینان و مسرت کا عنصر خال خال اور غم و اندوہ کا جال ہمہ گیر ہے۔ ہر انسان اپنی عمر عزیز کی چند دہائیاں بے طرح جہد بقا اور فکر معاش کی نذر کرنے کے بعد تھک ہار کر ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ اور موت کا انتظار کرنے لگتا ہے جو ان دیکھے اندھیروں کی نامعلوم منزل ہے۔ اکثر انسانوں کی زندگی میں کوئی غیر معمولی نوعیت کا ایسا واقعہ دیکھنے میں نہیں آتا جو صفحہ تاریخ پر اچھوتے نقوش چھوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ ایسی زندگی کے متعلق اکبر مرحوم اپنے مخصوص طنزیہ اور مزاحیہ انداز میں خوب فرما گئے ہیں۔

کیا کہوں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی۔ اے کیا، نوکر ہوئے، پنشن لی اور مر گئے

دائرے کا سفر کیوں؟

دائرے کے اس سفر کا تسلسل بظاہر بے کار اور بے

ہو وہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ ایک انسانی نسل بغیر کسی نتیجے پر پہنچے فنا ہو جاتی ہے۔ پھر اس کی جگہ دوسری انسانی نسل لے لیتی ہے اور وہ بھی انجام کار کچھ پائے بغیر مٹ جاتی ہے اور یوں یہ سلسلہ مدام چلتا رہتا ہے۔

لیکن پیدائش حیات و کائنات پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ نادر چیز جسے زندگی کہتے ہیں ایک دم وجود میں نہیں آئی۔ بلکہ اس خوبصورت چیز کو عدم سے وجود میں لانے کے لئے خالق حیات و کائنات نے اس محفل کون و مکانوں کو کھربوں سالوں پر محیط ارتقائی منازل سے گزارا تب جا کر وہ جنس گراں مایہ وجود میں آئی جسے زندگی کہتے ہیں۔ پھر خود زندگی کے اندر کروڑوں برس کا ارتقائی عمل ہوا تو آخر تخلیق کا وہ شاہکار وجود میں آیا جسے حضرت انسان کہتے ہیں۔ یہ طویل ارتقائی عمل صرف سائنس کا بے خدا نظریہ نہیں بلکہ ایک قرآنی تصور ہے۔ چنانچہ مثنوی مولوی روم میں جو بقول جامی کے "ہست قرآن در زبان پہلوی" یعنی فارسی زبان کا قرآن ہے مولانا روم ارتقائے حیات انسانی کے مختلف مدارج کی واضح نشاندہی فرماتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

آمدہ اول بہ اقلیم جماد
انسان شروع میں جماد تھا
از جمادی در نباتی اوفتاد
جماد سے نبات بنا
سالہا اندر نباتی عمر کرد
سالوں نبات رہا
وز نباتی یاد ناورد از نبرد
لیکن نباتی زندگی اسے یاد نہیں
وز نباتی چوں بہ حیوانی فتاد
نبات سے جب حیوان بنا
نامدش حال نباتی ہیچ یاد
نباتی حالت اس کو یاد نہیں ہے
جز ہماں میلے کہ دارد سوئے آں
ہاں سوائے اس میلان کے جو اس کو نباتات کی طرف ہے۔
خاصہ در وقت بہار ضیمراں
خصوصاً موسم بہار میں ضیمراں کے کھلنے کے وقت
ہمچو میل کودکاں با مادراں
جس طرح بچوں کا ماؤں کی طرف میلان ہوتا ہے
سر میل خود نہ داند در لباں
شیر خوارگی کے زمانہ میں اپنے میلان کا راز نہیں جانتا
باز از حیواں سوئے انسانیش
پھر حیوان سے انسان کی جانب
میکشد آں خالقے کہ دانیش
اس کو وہ خدا لے جاتا ہے جو اس کو جانتا ہے
ہمچنیں اقلیم تا اقلیم رفت
اس طرح وہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف چلتا رہا۔
تا شد اکنوں عاقل و دانا وزفت
یہاں تک کہ وہ عاقل و دانا اور فربہ بن گیا

پس مندرجہ بالا اشعار سے واضح ہوا کہ ایک خط مستقیم کا سفر بھی ہے جو اس دائرے کے سفر کی آغوش میں پرورش پاتا رہتا ہے۔ جس کا مقصد ارتقائے حیات و کائنات ہے اور جس کی منزل انسان کامل کا وجود میں آنا ہے۔

انسان کامل کا وجود میں آنا دو وجوہات کی بناء پر ضروری ہے۔ ایک سبب اظہار حسن و قدرت الٰہی ہے اور دوسری وجہ علم و معرفت ذات و صفات خداوندی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث قدسی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ایک مخفی خزانہ تھا پھر میں نے چاہا کہ اس کا اظہار ہو بس میں نے حیات و کائنات کو تخلیق کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرمایا و ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

شارح گلشن راز شیخ محمد لاہیجی اسیری نوربخشی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ لیعبدون کی تفسیر لیعرفون ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو اپنی معرفت کی خاطر پیدا کیا۔

کماحقہ معرفت صرف ہم جنس کی ہی ممکن ہوتی ہے چنانچہ مثل مشہور ہے "ولی را ولی می شناسد" صرف انسان کامل ہی وہ ہستی ہے جس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے اور جس کی زبان خدا کی زبان ہے۔ چنانچہ شاعر نے فرمایا

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور جس کی تصدیق خود آیت کریمہ کرتی ہے وما ینطق عن الھوی الا --- وحی یوحی۔ یعنی رسولؐ (انسان کامل) اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتا جب تک خدا اس کے دل میں بات نہ ڈال دے۔ پس انسان کامل اپنے عظیم روحانی ارتقاء کے نتیجے میں صفات خداوندی سے متصف ہو جاتا ہے اور معرفت الٰہی کا حق ادا کرتا ہے۔ یاد رہے کہ معرفت الٰہی ایسا امر مشکل ہے کہ جس کا کماحقہ حق ادا ہونا شاید انسان کامل سے بھی ممکن نہیں چنانچہ حضور پاکؐ اکثر ارشاد فرمایا کرتے۔

سبحانک ما عرفناک حق معرفتک

ہم یہ بحث کر رہے تھے کہ حیات کے اس سفر میں جو بظاہر دائرے کا سفر ہے ایک سفر خط مستقیم کا بھی شامل ہے۔

لیکن انسان کامل تو آج سے چودہ سو سال قبل وجود میں آ چکا پھر حیات کا تسلسل قائم رہنے کی وجہ کیا ہے؟ جہاں مزید غور و فکر کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ارتقاء نوعیت کے لحاظ سے دو طرح کا ہوتا ہے۔ یعنی انفرادی ارتقاء اور اجتماعی ارتقاء۔ پس ہر انسان کے لئے چاہے وہ تاریخ انسانی کے کسی بھی مرحلے میں پیدا ہوا ہو انفرادی ارتقاء کی گنجائش ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ علاوہ ازیں من حیث المجموع انسان کے ذہنی ارتقاء کا سفر بھی ہنوز جاری و ساری ہے۔ اس انسان نے جو چند ہزار سال پہلے مجبور اور بے بس تھا اور بمشکل اپنی زندگی کی حفاظت پر قادر تھا آج خلاؤں اور اجرام فلکی کو مسخر کرنا شروع کر دیا ہے اور خدا بہتر جانتا ہے کہ ارتقاء کا یہ عمل کہاں تک جاری رہے گا۔

دوسرا دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ اگرچہ انسان کامل وجود میں آ چکا مگر چونکہ خدا کو اپنی قدرت کی کاریگری دکھانا مقصود ہے اس لئے شاید تسلسل حیات کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ خدا کو انسان کامل کی خاک پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے والے انسانوں کے ارتقاء کی نیرنگیوں اور کرشموں کو عہد بہ عہد نت نئے محیر العقول طریقوں سے عدم سے وجود میں لانا مقصود ہو۔

بہرحال اس کل بحث سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ انسانی زندگی ایک بے وقت اور بے سبب بار بار اعادہ کی جانے والی چیز نہیں بلکہ اس کی ایک خاص جہت ہے اور اس کا ایک خاص مقصد ہے۔ پس یہ زندگی ایک خوبصورت خدائی امانت ہے جس کی خیر و خوبی سے حفاظت کرنا اور تزئین و آرائش کرنا اور جسے سکون و طمانیت اور امن و آشتی سے ہمکنار کرنے کی سعی مسلسل ایک مقدس انسانی فریضہ ہے۔ ہر انسان کو اپنے انفرادی ارتقاء پر توجہ دینی چاہیئے جس کا عملی طریقہ حصول علم اور ریاضت ہے۔ اہل تصوف کے ہاں علم اور ریاضت دونوں کو نہایت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ اور صوفی دیگر مشاغل حیات کے ساتھ ساتھ بلکہ بسا اوقات ان سے بے نیاز ہو کر بھی حصول علم اور ریاضت و مجاہدہ کا خصوصی اہتمام کرتا ہے جو اسے معرفت رب کی منزل تک پہنچائے کیونکہ یہی تخلیق آدم کا اصل منشا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل تصوف کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ کے مستقل قاری ہونے کے ناطے اپنی رائے سے آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے ذریعے جو معلومات فراہم کی جا رہی ہیں وہ قابل قدر ہیں۔ ڈاکٹر غازی نعیم صاحب کا مضمون تفکر و تذکر میرا پسندیدہ مضمون ہے۔ نوائے صوفیہ کو معیاری بنانے کے سلسلے میں اس کے تمام اراکین کی محنت قابل تحسین ہے۔ اس کی ترقی کے لئے دعا گو ہوں۔

این ایم نورانی
ایچ نائن کالج اسلام آباد

مجموعہ شریعت محمدیہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

باب الصلوٰۃ

قال اللہ تعالی حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی و قال اللہ تعالی ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتاہ فیجب ان تعلم ان اول وقت الصبح ...... اصبت الصلوٰۃ الوسطی بلا ریب ولا عیب۔

ترجمہ: نماز کا بیان

ارشاد خداوندی ہے۔ حافظو علی الصلوات الآیہ تم نمازوں کی اور درمیانی نماز کی سختی سے پابندی کیا کرو نیز ارشاد باری ہے: ان الصلوۃ کانت الآیہ بیشک نماز مومنوں کے حق میں مقررہ وقت کے لحاظ سے فرض ہے چنانچہ جاننا واجب ہے کہ نماز صبح کا پہلا وقت صبح صادق کا نکلنا ہے۔ وہ افق پر پھیلنے والی اس سفید روشنی کا نام ہے جو سورج نکلنے تک رفتہ رفتہ بڑھتی رہتی ہے۔ صبح کی نماز کا آخری وقت سورج نکلنے سے کچھ پہلے ہے۔ ظہر کی نماز کا پہلا وقت سویں درج پر آسمان کے درمیان سے سورج کا ڈھلنا ہے اور اس کا آخری وقت حمائلی افق والے مقامات میں استواء کے وقت پائے جانے والے سائے کے علاوہ ہر چیز کے سائے کا اس کے دو چند ہونا ہے اور دو لابی افق والے مقامات میں صرف دو چند ہونا ہے۔ کیونکہ استوا کے وقت دو لابی افق والے مقامات میں سایہ مزید پایا نہیں جاتا عصر کی نماز کا پہلا وقت ظہر کے وقت کا نکل جانا ہے۔ دونوں میں کوئی فاصلہ نہیں اور اس کا آخری وقت سورج غروب ہونے سے کچھ پہلے ہے۔ مغرب کی نماز کا پہلا وقت سورج کا غروب ہونا ہے اور اس کا آخری وقت واضح کھلے افق والے مقامات میں سرخ شفق کا ختم ہونا ہے اور اونچے اونچے پہاڑوں سے چھپے ہوئے افق والے مقامات میں سفید شفق کا ختم ہونا ہے۔ عشاء کی نماز کا پہلا وقت شفق مذکور کا ختم ہونا ہے (دونوں میں کوئی فاصلہ نہیں) اور اس کا آخری وقت صبح صادق نکل آنے سے کچھ پہلے ہے اگر کسی ضرورت کی بنا پر پو پھٹنے کے قریب تک دیر ہو جائے تو عشاء کی نماز ادا ہو گی نہ کہ قضا کسی ضرورت کے بغیر دیر کرنا۔ آدھی رات تک بلکہ تہائی رات تک ہے۔ سفر کی حالت میں بارش کے دوران اور بیماری کی حالت یا دشواری میں ان جیسی صورتوں میں جب سورج آسمان کے درمیان سے ڈھل جائے تو یہ وقت چار رکعتیں پڑھنے تک ظہر کے ساتھ خاص ہے۔ پھر ظہر اور عصر کے درمیان مشترک وقت ہوتا ہے۔ غروب آفتاب سے پہلے چار رکعتوں کی مقدار کا وقت باقی رہنے تک ظہر کو پہلے ادا کیا جائے کیونکہ یہ وقت تو عصر کے ساتھ خاص ہے بادل کی وجہ سے مشکوک وقتوں میں صبح، ظہر اور مغرب کی نمازوں کا موخر کرنا اور عشاء اور عصر کی نمازوں کا مقدم کرنا اچھا ہے۔ گرمی کے زمانوں اور گرم مقامات میں ظہر کی نماز کا ٹھنڈ پڑنے پر پڑھنا بہتر ہے۔ اگر ایسی صورت نہ ہو تو بہترین وقت درمیانہ وقت ہے اگر تو فرض نمازوں کو درمیانے اوقات میں کسی خلل انگیز جلدی اور اکتا دینے والی طوالت کے بغیر پڑھتا رہے تو تو نے درمیانی نماز کو کسی شک وشبہ کے بغیر پالیا۔

وضاحت

مذکورہ بالا آیات قرآنی اور عبارت میں پنجگانہ فرض نمازوں کے اوقات کے بارے میں امور ذیل کی وضاحت کی گئی ہے۔

۱۔ اوقات کا تعین

۲۔ تاخیر کی صورتیں

۳۔ وقت مخصوص کی حد بندی

۴ ۔ وقت مشترک کی سہولت
۵ ۔ موسمی تبدیلی کا فائدہ
۶ ۔ صلوٰۃ وسطیٰ پانے کا آسان گر ۔

تفصیل وضاحت

ہر ایک فرض کا وقت شرعاً متعین کیا گیا ہے۔ ہر ایک وقت کا نقطہ آغاز اور نقطہ اختتام دونوں کی وضاحت کی گئی ہے ۔ آغاز اور اختتام کا بیان یوں ہے۔

وقت صبح کا نقطہ آغاز

پو پھٹنا وقت نماز صبح کا نقطہ آغاز ہے۔ پو اس روشنی کا نام ہے جو شرقی افق پر پھیل کر رفتہ رفتہ بڑھتی ہی جاتی ہے۔ یہی صبح صادق کہلاتی ہے۔ پو پھٹنے سے کچھ پہلے کا لمحہ صبح کاذب کہلاتا ہے۔

وقت صبح کا نقطہ اختتام

وقت نماز صبح کا نقطہ اختتام سورج نکل آنے سے کچھ پہلے تک کا وقفہ ہے۔ جب سورج نکل آئے تو وقت صبح نکل جاتا ہے۔ جو کوئی اس نقطہ اختتام مذکور تک نماز صبح ادا نہ کر چکا ہو اس کی نماز صبح فوت ہو جاتی ہے۔ اس شخص کے ذمہ کسی بھی وقت فوت شدہ فرض نماز کی قضاء بجاآوری ضروری ہے۔

وقت ظہر کا نقطہ آغاز

وقت ظہر کا نقطہ آغاز وسط آسمان سے دسویں درجے پر سورج کا ڈھل جانا ہے۔ اس مرحلے پر نماز ظہر کی بجاآوری فرض ٹھہرتی ہے۔

وقت ظہر کا نقطہ اختتام

وقت ظہر کا نقطہ اختتام آفاق حمائلیہ میں استوا کے وقت پائے جانے والے سائے کے سوا ہر چیز کا سایہ اس سے دو چند ہونا ہے۔ آفاق حمائلیہ وہ اطراف عالم ہیں جہاں پر استوائے وقت ہر چیز کا تھوڑا سا سایہ دیکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہاں پر سایہ پایا جاتا ہے۔ آفاق دولابیہ میں ہر چیز کا سایہ اس سے صرف دو چند ہونا وقت ظہر کا نقطہ اختتام ہے۔ آفاق دولابیہ میں اطراف عالم ہیں جہاں پر استوا کے وقت چیزوں کے سائے نہیں دیکھے جا سکتے ہیں کیونکہ یہاں پر سایہ نہیں پایا جاتا ہے۔

اس نقطہ اختتام مذکور تک اگر کوئی شخص نماز ظہر ادا نہ کر چکا ہو تو اس کی نماز ظہر فوت ہو گئی ۔ اس کے ذمہ دار بعد میں قضاء بجاآوری واجب ہو گی ۔

وقت عصر کا نقطہ آغاز

وقت ظہر کا نقطہ اختتام کا گزر جانا ہی وقت عصر کا نقطہ آغاز ٹھہرتا ہے۔ دونوں کے درمیان کوئی وقفہ نہیں ہے۔

وقت عصر کا نقطہ اختتام

غروب آفتاب سے کچھ پہلے تک کا وقفہ وقت عصر کا نقطہ اختتام ہے۔ جب غروب آفتاب متحقق ہو جائے تو وقت عصر نکل جاتا ہے۔ اس مرحلے تک اگر کوئی شخص نماز عصر نہ پڑھ چکا ہو تو اس کی نماز فوت ہو گئی ۔ اس کے ذمہ قضاء اس فوت شدہ نماز کی بجاآوری واجب ہو جائے گی۔

وقت مغرب کا نقطہ آغاز

سورج کا ڈوب جانا وقت مغرب کا نقطہ آغاز ہے۔ اس مرحلے پر نماز مغرب کی ادائیگی فرض ٹھہرتی ہے۔

وقت مغرب کا نقطہ اختتام

شفق کے چھپ جانے کے کچھ پہلے تک کا وقفہ وقت مغرب کا نقطہ اختتام قرار پاتا ہے۔ میدانی علاقوں میں شفق کی رنگت سرخ نظر آتی ہے۔ اور پہاڑی علاقوں میں شفق کی رنگت سفید نظر آتی ہے۔

وقت عشاء کا نقطہ آغاز

شفق مذکور کا چھپ جانا ہی وقت عشاء کا نقطہ آغاز ہے۔ دونوں وقتوں میں کوئی فاصلہ یعنی وقفہ نہیں ہے۔ اس مرحلے پر نماز عشاء کی ادائیگی فرض ٹھہرتی ہے۔

وقت عشاء کا نقطہ اختتام

۱۔ وقت عشاء کا نقطہ اختتام پو پھٹنے سے کچھ پہلے تک کا وقفہ ہے۔ اس مرحلے تک اگر کوئی شخص نماز عشاء کی ادائیگی نہ کر چکا ہو تو اس کی نماز فوت ہو گئی۔ اس کے ذمے پر قضاء اس کی بجاآوری واجب ہو جائے گی۔

۲۔ اگر کسی خاص ضرورت کے پیش نظر نماز عشاء کی ادائیگی میں پو پھٹنے کے بالکل قریب تک تاخیر کی نوبت آئے تو عشاء کی نماز ادا ہو جائے گی اور وہ قضاء بجاآوری متصور نہیں ہو گی۔ کسی خاص ضرورت کے بغیر یونہی تاخیر کی نوبت آئے تو یہ تاخیر رات کے تہائی تک بہتر قرار پاتی ہے۔

۳۔ سورج ڈھلتے ہی متصلاً صرف چار رکعت فرض نماز پڑھنے کی مقدار کا وقفہ ظہر کا بالکل مخصوص وقت قرار پاتا ہے۔ غروب آفتاب سے کچھ قبل تک صرف چار رکعت فرض نماز پڑھنے کی مقدار کا وقفہ عصر کا بالکل مخصوص وقت قرار پاتا ہے۔

غروب آفتاب کے بعد صرف تین رکعت فرض نماز کی ادائیگی کی مقدار کا وقفہ مغرب کا بالکل مخصوص وقت قرار پاتا ہے۔ پو پھٹنے سے کچھ قبل تک صرف چار رکعت فرض نماز پڑھنے کی مقدار کا وقفہ عشاء کا مخصوص وقت قرار پاتا ہے۔

۴۔ دونوں مواقع میں دونوں مخصوص وقتوں کا درمیانی وقفہ وقت مشترک کہلاتا ہے۔ وقت مشترک کی سہولت درج ذیل افراد کو حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ حالت سفر شرعی میں مسافروں کو۔
۲۔ بارش کے دوران ہر ایک کو۔
۳۔ بیماری کے دوران بیماروں کو۔
۴۔ بیمار کی دیکھ بھال پر مامور افراد کو۔
۵۔ ڈیوٹی کے پابند افراد کو۔
۶۔ قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرنے والوں کو۔
۷۔ یرغمالی افراد کو۔
۸۔ چرواہوں کو۔
۹۔ دشمنوں کے خوف کے شکار افراد کو۔
۱۰۔ بچوں کو دودھ پلانے والی اقتصادی سہولتوں سے محروم خواتین کو۔

۵۔ بادل چھا جانے کی وجہ سے مشکوک اوقات کا سامنا ہو تو ایسی صورت میں نماز صبح، نماز ظہر، اور نماز مغرب کو قدرے تاخیر ادا کرنا اور عشاء اور عصر کی نمازوں کو قدرے مقدم رکھنا بہتر ہے۔ اگر صورت حال ایسی نہ ہو تو سب سے بہتر وقت نماز اس کا درمیانی وقت ہے۔

۶۔ نماز وسطیٰ کے مصداق میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ مجموعہ شریعت محمدیہ میں اس نماز کو پانے کا ایک آسان گر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر آپ نے فرض نمازوں کو درمیانی اوقات میں کسی خلل انگیز جلد بازی اور اکتاہٹ کی حامل طوالت کے بغیر درست ادائیگی کر لی تو گویا آپ نے صلواۃ وسطیٰ کو پا لیا۔

(جاری ہے)

بقیہ قارئین کے خطوط

نومبر کے شمارے کے آخری صفحہ پر ایک عنوان تھا "تھا انتظار وہ شاہکار آگیا" جو کہ شاہ ہمدانؒ کے ایک مشہور رسالہ دہ قاعدہ کے بارے میں تھا۔ مہربانی فرما کر مجھے اس کی دس کاپیاں بھیج دیں۔ جس کا ہدیہ یہاں لوگوں سے وصول کر کے بھیجوں گا۔ باقی ہمارا نمائندہ خلیل تحصیل علم کے لئے لاہور گیا ہے۔ سینو کے لئے دوسرا نمائندہ مقرر کیا جائے۔

سید مظفر علی حمیدی
سینو خانقاہ

چہل مقام صوفیہ

صوفی رستم علی انجم سلینگ

چہل مقام صوفیہ حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کی مشہور تصنیف ہے۔ جس میں آپ نے تصوف کے چالیس مقامات کی مختصر الفاظ میں توضیح کی ہے۔

ان مقامات کی اہمیت شاہ ہمدان ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ بدانکہ صوفی را چہل مقام استگ و این چہل مقام را بباید دانست تا قدم وی در کوی تصوف درست آید و اگر ازین چہل مقام یکی را ہم فروگزارد بصفای صوفی راہ نیابد

یعنی جاننا چاہئے کہ صوفی کے لئے چالیس مقامات ہیں۔ اس کے لئے ان مقامات کا علم ضروری ہے تاکہ اس کا ہر قدم کوئے تصوف میں درست پڑے۔ اور اگر ان میں کوئی ایک مقام چھوٹ جائے تو صفائے صوفی کی طرف راستہ نہیں ملے گا۔

شاہ ہمدان کا یہ مختصر سا رسالہ ۱۳۳۵ ش میں شیراز نے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے درج ذیل قلمی نسخوں کا ہمیں علم ہے۔

۱۔ کتابخانہ ملک تہران نسخہ نمبر ۳۲۵۰

۲۔ کتابخانہ خانقاہ احمدیہ شیراز نسخہ نمبر ۵۸۸

۳۔ برٹش میوزم نمبر ۸۳۶

۴۔ تاشقند یونیورسٹی لائبریری میں دو نسخے ۲۳۷۵، اور ۲۴۰۸

۵۔ تاجکستان یونیورسٹی لائبریری نسخہ نمبر ۲۲ / ۱۹۹۹

۷۔ کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد نمبر ۳۰۱۱

۸۔ کتابخانہ نظامانیاں ٹنڈو قیصر حیدر آباد سندھ بلا نمبر

۹۔ کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد نمبر ۵۳۱۷

۴۔ چھاپی نسخہ مطبوعہ شیراز

شائقین تصوف کی دلچسپی کے لئے ہم صوفیہ کے ان چالیس مقامات میں سے ہر مقام کی ترتیب وار تشریح کر رہے ہیں۔ اس شمارے میں مقام اولین یعنی نیت کی توضیح شامل ہے۔

نیت

چہل مقام صوفیہ میں سب سے پہلا مقام نیت ہے۔ کیونکہ نیت پر تمام اعمال کا دارومدار ہوتا ہے۔

نیت کا لغوی معنی

نیت کا لغوی معنی ہے دلی ارادہ کرنا، دلی منشاء، اصل مقصد، مرضی، خواہش ظاہر کرنا، منصوبہ بنانا، عہد عزم کرنا، خیال کرنا اور دھیان دینا وغیرہ لیکن اصطلاح شریعت میں نیت سے مراد ہر وہ کام کرنے کا ارادہ ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لئے کیا جائے۔

نیت کیوں ضروری ہے؟

اس لئے کہ حضور رحمت دو عالمؐ کا فرمان ہے کہ "اللہ تعالیٰ دوسرے اعمال سے پہلے تمہارے دل اور کردار دیکھتا ہے۔" کیونکہ دل نیت کا محل ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ "میری امت میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو خالص نیت کی وجہ سے شہید کی موت مرتے ہیں، حالانکہ بظاہر وہ بستر پر مرتے ہیں۔ اور لوگوں کا حشر ان کی نیتوں پر ہوگا۔" حصول جنت کا مدار چند روزہ عمل پر نہیں نیت پر ہے۔

پس چہ باید کرد؟

اس لئے ایک بندہ مومن کی حیثیت سے ہمیں چاہئے کہ ہر کام سے قبل اچھی نیت کریں کیونکہ اگر نیت اچھی ہو تو اس کا پھل اچھا ملتا ہے۔ اور ہمارا اٹھنا بیٹھنا، سونا، جاگنا چلنا پھرنا غرضیکہ ہر کردار، ہر حرکت عبادت شمار ہوتی ہے۔

اس بیان سے ذہن انسانی میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عجیب بات ہے کہ انسان کی ہر حرکت عبادت کیونکر بن سکتی ہے۔

اس سوال کا جواب اس فرمان میں مضمر ہے کہ نیۃ المومن خیر من عملہ یعنی "مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔" اس ضمن میں اگر کوئی اس نیت سے کھاتا ہے کہ کھانے سے قوت میں اضافہ ہو گا۔ جس سے عبادت میں مدد ملے گی۔ اور اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ذکر الٰہی سے زبان تر رکھ سکے گا جو کہ اہل تصوف کا شیوہ ہے اگر سوتا ہے تو اس نیت سے سوتا ہے کہ اس سے فرائض و نوافل اور ذکر و فکر میں مدد ملے گی تو ایسی نیند عبادت شمار ہو گی۔ جس کی طرف حضرت داؤد نے اپنی مناجات میں اشارہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وہ شخص میری محبت کے دعوٰی میں جھوٹا ہے جو رات آتے ہی مجھ سے غافل ہو کر سو جاتا ہے۔ جبکہ محب باطہارت ہوتا ہے تاکہ تھوڑی دیر سستا کر پھر قیام و سجود میں محبوب سے رات بھر تعلق قائم رکھے۔"

دعوت صوفیہ کے مطابق نیند سے جب بیدار ہو جائے تو اس دعا کے پڑھنے والے کو شہید کا ثواب ملتا ہے دعا یہ ہے۔ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ البعث والنشور

نیت کی حقیقت

نیت کی حقیقت کو نجم الھدیٰ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

مر ترا فرض است در ہر کاروبار
نیت خالص بقرب کردگار

یعنی تیرے لئے ہر معاملے میں خداتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی بے لوث نیت کرنا فرض ہے۔ "چونکہ فخر کونینؐ کا فرمان ہے۔ کہ انما الاعمال بالنیات" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔" اچھی نیت کی حقیقت و ضرورت اس فرمان سے بھی واضح ہوتی ہے کہ ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کی طرف دیکھتا ہے۔" قیامت کی منظر کشی کرتے ہوئے خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ بے شک کان آنکھ اور دل ہر ایک کی بابت پوچھا جائے گا۔ امام غزالی کا قول ہے کہ نیت تمام اعمال کی روح ہے اور نیت کا مرکز دل ہے۔

نیت کا طریقہ ازروئے فقہ احوط

حضرت شاہ سید محمد نوربخش اپنی معروف فقہی کتاب فقہ الاحوط کے باب طہارت میں نیت کا طریقہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

وجبت النیۃ وھی ان تقول فی قلبک

"نیت واجب ہے جس کا طریقہ ہے کہ دل میں عمل کا تصور کیا جائے۔

وان جرت علی لسانک مع القلب فصواب

اگر نیت دل میں تصور کرنے کے ساتھ ساتھ زبان پر بھی جاری ہو تو یہ بہتر صورت ہے۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ ہر کام ابتدا کرنے سے پہلے رضائے الٰہی کی خاطر نیت کی جائے۔

جملہ مقام صوفیہ میں نیت کو تمام مقامات پر مقدم رکھا ہے اس لئے کہ ہر کام کا آغاز ایک تصور سے ہوتا ہے جب وہ تصور دل میں واضح ہو جاتا ہے تو پھر اس کام کے بارے میں جملہ معاملات یکے بعد دیگرے واضح تر ہوتے چلے جاتے ہیں اس کام کی حقیقت و ماہیت، اس کے ثمرات و عواقب، اس کی نوعیت و طریق کار سب واضح ہو جاتے ہیں جب اس عمل کے بجالانے کی دل میں تحریک پیدا ہوتی ہے یوں انسان کے اعضاء و جوارح اس کام کی انجام دہی کے لئے حرکت میں آجاتے ہیں اور وہ عمل سرانجام پاتا ہے اور

باقی صفحہ نمبر ۳۸ پر

شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

غلام حسن، نور بخش ایم اے، فاضل عربی

گرگان یا جرجان ایران کے ایک صوبے اور ہ وبائی دارالحکومت کا نام ہے جہاں دو بزرگ بہت مشہور گزرے ہیں ایک شیخ ابوالقاسم گرگانی اور دوسرے میر سید شریف گرگانی ہے۔ اول الذکر شیخ ابوالقاسم گرگانی بہت بڑے صاحب کشف و کرامات ولی اللہ تھے جبکہ ثانی الذکر ہ لوم معقولات علم کلام اور فلسفہ کے مشہور استاد تھے۔ اور میر سید محمد نور بخش کے ہمعصر بھی تھے۔

شیخ ابوالقاسم گرگانی علوم و فنون کے ماہر شریعت و طریقت کے شناور اور اسرار حقیقت سے آگاہ تھے۔ آپ گرگان میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا نام علی بن عبداللہ گرگانی تھا۔ آپ حضرت شیخ ابوبکر نساج کے استاد اور حضرت شیخ ابوعثمان مغربی کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔ آپ کا دوسرا نامور مرید حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش ہیں جن کا مزار لاہور میں ہے۔ آپ کی تیسرے نامور مرید شیخ ابو علی فارمدی ہیں۔ جو سلسلہ نقشبندیہ میں شیخ طریقت ہیں۔

کلمۃ الثناء

داتا گنج بخش ہجویری

متاخرین صوفیہ میں قطب زمانہ حضرت ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ گرگانی متعنا اللہ والمسلمین ببقائہ ہیں آپ اپنے وقت میں عارف بے نظیر اور اپنے زمانے میں صوفی بے بدل ہیں۔

شاہ نعمت اللہ کرمانی

پیر نساج شیخ ابوالقاسم
مرشد عصر و ذاکر دائم

طرائق الحقائق

میر سید محمد نور بخش

کان اوحد الاولیاء زمانہ بالمجاهدہ والمشاهدۃ و معرفۃ الطریقۃ و ارشاد المرشدین و تربیۃ السالکین۔

آپ مجاہدہ، مشاہدہ طریقت کی معرفت، مرشدین کے ارشاد اور سالکین کی تربیت میں اپنے زمانہ کے یکتائے روزگار اولیاء میں سے تھے۔ (سلسلۃ الاولیاء، ص ۲۵)

ولہ فی الاحوال السنیۃ والمقامات العلیۃ والتجلیۃ البھیۃ والمشاهدات شان کبیر بین اهل الاحوال وارباب الولایۃ من کمل الرجال۔

رجال کامل میں سے اہل اور ارباب ولایت کے درمیان آپ کے احوال مقامات عالیہ، تجلیات قاہرہ اور مشاہدات میں بڑی شان ہے۔ (سلسلۃ الاولیاء، ص ۲۵)

ایضاً۔

دگر شیخ ابوالقاسم گرگان
کہ قطب است در وقت خود بی گمان

صحیفۃ اولیاء، ص ۳۳

محمد بندہ نواز گیسو دراز

آن مالک الاحوال، سید الرجال، سدید الفعال، حمید الخصال، المتخلق باخلاق اللہ الکبیر المتعال، المحو المطموس الفانی فی الآدباد و الازال، الباقی الثابت باللہ لم یزل و لا یزال

حال و تصرف کے مالک، مردان حق کے سردار، درست کام کرنے والے، بہترین خصلت والے، بزرگ و

برتر اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متصف ہونے والے، ازل و ابد میں گھس پس کر فنا ہونے والے اور لازوال اللہ تعالیٰ میں بقا پانے والے ۔ (یازدہ رسائل گیسو دراز ، ص ۲۵)

مولانا عبدالرحمن جامی

نام وی علی است در وقت خود
بے نظیر بود و در زمان خود بے عدیل

آپ کا نام علی ہے۔ آپ اپنے وقت میں کوئی نظیر نہ رکھتے تھے اور اپنے زمانے میں کوئی ثانی نہ تھا۔ (نفحات الانس ، ص ۳۰۷)

جان محمد قدسی

نسبت او بہ پیر ربانی
شیخ ابوالقاسم است جرجانی

تحفۃ الاحباب ، ص ۳۹۲

معصوم علی شاہ شیرازی

در جمیع علوم صاحب کمال بودہ پیشوائے اربابِ حقائق و معانی قطب سالکان بیدای سبحانی شیخ ابوالقاسم گرگانی ۔

شیخ ابوالقاسم گرگانی تمام علوم میں صاحب کمال تھے آپ ارباب حقائق و معانی کے پیشوا تھے اور سالکان میدان سبحانی کے قطب تھے ۔

طرائق الحقائق جلد دوم ، ص ۵۵۰

علی قویم

گرگانی اندر وقتی خود نظیر نداشتہ است
ہمہ اہل درگاہ ہمہ روی دل بدو داشتہ
و اندر کشف وقائع مریدان آیتی بودہ است

ابوالقاسم گرگانی کا اپنے زمانے میں کوئی نظیر نہ تھا تمام اہل اللہ کی توجہ آپ کی طرف تھی اور مریدوں کے واقعات کے کشف میں آپ کو کمال حاصل تھا ۔ (مقدمہ کشف المحجوب ، ص ۹۱)

محمد صادق عنقا

شیخ گرگانی عزیز اہل حال
افتخار قصر در جمع رجال
در طریقت حالتی ممتاز داشت
سینہ بینا صفت پرواز داشت
درمیان الاولیاء پیراست طاق
خدمتش در راہ حق مالایطاق

مزامیر حق ، ص ۹۰

مرزا ثابت علی

بوبکر آن شہ نورانی است
گیتیش بوالقاسم گورگانی است

ریاض السیاحہ ، ص ۳۴۷

روحانی قدر و منزلت

ایک دن آپ اور شیخ ابوسعید دونوں ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے وہاں مریدوں کا ایک جم غفیر بھی تھا ۔ ایک درویش کے دل میں یہ خیال آیا کہ ان دو حضرات کا مرتبہ کیا ہے ؟ شیخ ابوسعید نے اس کی طرف توجہ دی اور کہا کہ جو شخص دو بادشاہوں کو ایک وقت میں ایک جگہ تخت پر بیٹھے دیکھنا چاہے تو دیکھ لے اس نے جب یہ سنا تو غور سے دیکھنا شروع کیا ۔ حق تعالیٰ نے اس کی آنکھ سے پردے کو اٹھا لیا یہاں تک کہ شیخ کی سچائی اس کے دل پر کھل گئی ۔ اور ان کی بزرگی اور مرتبہ اپنی آنکھ سے دیکھ لیا ۔ پھر اس نے سوچا کہ دنیا میں کوئی ایسا بندہ ہے جو ان دونوں

بزرگوں سے بڑھ کر ہو۔ شیخ ابو سعید نے اس کی طرف توجہ کی اور کہا کہ ایسا بھی ملک ہے جہاں ہم جیسے ستر ہزار جاتے اور ستر ہزار آتے ہیں۔

نفحات الانس، ص ۳۰۸

شیخ ابو علی فارمدی نے اپنے پیر شیخ ابو القاسم گرگانی سے کہا کہ میں نے خواب میں حضورؐ کو کسی امر کے متعلق یہ فرماتے دیکھا کہ اس طرح ہے۔ میں نے کہا یہ کیونکر؟ شیخ نے یہ سن کر منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ چوں و چرا کی جگہ تمہارے دل میں نہ ہوتی تو خواب میں بھی ہمیں اس طرح جواب نہ دیتے کہیں چوں و چرا کے ساتھ بھی مریدی درست ہوتی ہے؟ (مکتوبات صدی، ص ۱۸۵)

کشف و شہود

جو آدمی مقبول درگاہ حق بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اپنی ریاضت و مجاہدے کے بل بوتے پر اس کا باطن پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ نفسانیت اور بشریت کی تاریکی و کثافت روشنی و لطافت میں بدل جاتی ہے اس روشن ضمیری کی بدولت اس کے لئے کوئی راز راز نہیں رہتا لاکھ پردوں میں پوشیدہ بات اس کے لئے عیاں ہو جاتی ہے ایسے روحانی مقام کے لئے کشف و شہود، کشف قلوب، مکاشفہ و مشاہدہ جیسی اصطلاحات وضع ہو چکی ہیں۔ حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی کو کشف و شہود میں بڑا مقام حاصل تھا۔

حضرت داتا گنج بخش لکھتے ہیں کہ ایک دن میں شیخ گرگانی کی خدمت میں حاضر تھا اور اپنے لطائف جو مجھ پر منکشف ہوئے تھے۔ عرض کر رہا تھا تاکہ حال ان کی ہدایت کے مطابق درست کروں کیونکہ آپ ناقد وقت تھے رضی اللہ عنہ حضرت علی گرگانی رحمۃ اللہ علیہ میرا تمام حال احترام کے ساتھ سنتے رہے۔

میرے لڑکپن اور بچپن کی نخوت اور جوش جوانی مجھے اپنے حال کی ترجمانی پر حریص کر رہا تھا اور دل میں یہ خیال سکہ زن ہوا کہ جو لطائف مجھ پر منکشف ہوئے ہیں شاید اس قدر لطائف ان پر منکشف نہیں ہوئے یہی وجہ ہے کہ آپ اتنے غور و خوض سے سن رہے ہیں۔ شیخ علی رحمۃ اللہ نے اپنی فراست ولایت سے میرے ضمیر کی آواز و خیال کو سمجھ لیا اور فرمایا اے جان پدر! میری یہ فروتنی اور نیازمندی تیرے لئے نہیں بلکہ میں ہر جتنی سے جو اپنے حالات لطائف مجھے سناتا ہے ایسے ہی سنتا ہوں یہ صرف تمہارے لئے خاص ہے۔ جب میں نے آپ سے یہ الفاظ سنے تو میں خاموش ہو گیا۔ آپ نے جب میری خجالت محسوس فرمائی تو مجھ سے فرمایا بیٹا! انسان کو طریقت میں اسے زیادہ نسبت نہیں کہ جب وہ اس طریق کو اختیار کرتا ہے تو پھر اس کوچہ کے سوا کسی اور سمت اسے جانا منظور نہیں ہوتا اور جب وہ اس منصب سے معزول ہو جاتا ہے تو اسے اس کوچہ کے مذاکرے سے فرحت ہوتی ہے۔ (کشف المحجوب، ص ۳۳۱)

ایک دن مجھے (یعنی گنج بخش) کو ایک مشکل آ پڑی اور اس کا حل میرے پاس کوئی نہ تھا۔ چنانچہ میں نے شیخ ابو القاسم کی زیارت کے لئے طوس جانے کا قصد کیا وہاں جا کر آپ کے گھر کی مسجد میں گیا دیکھا کہ شیخ صاحب تشریف فرما ہیں۔ اور میرے مشکل کا تذکرہ مسجد کے ستون سے فرما رہے ہیں جس نے عرض کی حضور یہ گفتگو کس سے فرما رہے ہیں جو میرے حسب حال ہے؟ فرمایا بیٹا اس ستون کو اللہ تعالیٰ نے اس گھڑی ناطق بنا دیا ہے۔ تاکہ وہ مجھ سے سوال کرے۔ (کشف المحجوب، ص ۳۳۳، نفحات الانس، ص ۳۳۸

کرامات

کرامات اولیاء برحق ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے اس سے مختلف محیر العقول واقعات کا صدور ہوتا ہے جس سے بزرگ کی روحانی قدر و منزلت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش کا بیان ہے کہ ان کی ایک عجوزہ بڑھیا ہیں جن کا نام فاطمہ ہے میں نے آذر کند سے اس کی زیارت کا قصد کیا جب میں شیخ ابو القاسم کے پاس پہنچا تو مجھ سے پوچھا کیوں آیا ہے؟ میں نے عرض کی شیخ کی زیارت کو تاکہ ان کی شفقت سے میں بھی فیضیاب ہو سکوں۔ انہوں نے فرمایا بیٹے میں خود فلاں روز سے تجھے دیکھ رہا ہوں تاکہ مجھ سے غائب نہ ہو جائے اور میں تجھے چاہتا ہوں کہ

دیکھتا رہوں ۔ جب میں نے اس دن سے حساب لگایا تو وہ میری توبہ کا پہلا دن تھا ۔ فرمایا بیٹا! سفر کرنا اور طے مراحل میں پڑنا بچوں کا کام نہیں ہے ۔ اس زیارت کے بعد ارادہ کر کہ جسم کے (حد) روبرو ہونے میں کچھ تعلق نہیں بڑھتا ۔ پھر فرمایا فاطمہ جو موجود ہو لاؤ ۔ تاکہ یہ درویش کھائے ۔ ایک طبق تازہ انگوروں کا لایا گیا حالانکہ وہ موسم انگوروں کا نہ تھا اور کچھ چھوہارے بھی لائے گئے ۔ حالانکہ فرغانہ میں تازہ چھوہارے ملنا ممکن نہ تھا ۔ (کشف المحجوب ، ص ۴۲۲)

دینی حمیت و غیرت

اولیائے کرام ہمیشہ اطاعت و عبادت خداوندی میں مصروف رہتے ہیں دنیا اور معاملات دنیا میں اپنا قیمتی وقت بسر نہیں کرتے ۔ مشہور کتاب شاہنامہ فردوسی کا مصنف حکیم .... فردوسی آپ کا ہم عصر نامور شاعر تھا ۔ جس نے سلطان محمود غزنوی کے حکم پر شاہ نامہ لکھا ۔ جس میں ایران کے قدیم بادشاہوں کے علمی ادبی اور سیاسی کارناموں کو اجاگر کیا گیا اور اس طرح دنیا مجوس اور مجوسی بادشاہوں کی مدح و ثناء بیان کی ۔ اور انہیں تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کیا ۔ آپ کو فردوسی کا یہ عمل پسند نہ تھا فردوسی کی موت کے بعد بھی آپ نے اس کی غیر اسلامی سرگرمیوں کی وجہ سے اس سے نفرت کی ۔ اس ضمن میں یہ واقعہ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے ۔

آپ فردوسی کا نماز جنازہ یہ کہہ کر نہ پڑھا کہ اس نے اپنی زندگی مجوس کی مدح میں گزار دی ۔ اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ وہ حور و غلمان کے جھرمٹ میں بہشت میں پھر رہے ہیں ان سے سوال کیا تو کہا کہ صرف اس بیت کی وجہ سے ہے جس میں توحید کا بیان تھا ۔

جہاں را بلندی و پستی توئی
ندانم چہ ہرچہ ہستی توئی

شیخ خواب سے بیدار ہوئے اور فردوسی کے مزار کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے ۔ اور اس سے معذرت خواہی کی ۔ (ریاض السیاحہ ، ۴۸ ، آتشکدہ آذر ، ص ۹۷)

آپ اویسی تھے

خواجہ محمد پارسا لکھتے ہیں کہ

بعض اولیاء ایسے ہیں جنہیں ظاہراً پیر کی ضرورت نہیں ہوتی چونکہ انہیں براہ راست رسول اللہ کی روحانیت تربیت کرتی ہے ۔ جیسے اویس قرنی کی تربیت فرمائی ۔ ایسے بزرگ اویسی کہلاتے ہیں ۔

بہت سے مشائخ طریقت کو شروع شروع میں اس مقام کی طرف توجہ رہی ہے ۔ چنانچہ شیخ بزرگوار ابوالقاسم گرگانی طوسی اور نجم الدین کبریٰ کے سلسلے کے مشائخ جن کا سلسلہ آپ سے ملتا ہے ابتدا میں ہمیشہ اویس اویس کہا کرتے تھے ۔

رسالہ قدسیہ ، ص ۱۳۱

تعلیمات

درویش کی ضرورت

میں نے یعنی حضرت علی بن عثمان (جلابی) نے حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ سے مقام طوس میں سوال کیا کہ درویش کو کم از کم کیا چیز لازم ہے ۔ جس سے اس کے ساتھ نام فقر موزوں ہو سکے ؟ فرمایا تین چیزیں

کم از کم ضروری ہیں اور اس سے ہرگز کم نہ ہوں ۔ اول یہ کہ وہ اپنی کمبل پر پیوند لگائے تو یہ سمجھے کہ پیوند کس طرح موزوں رہے گا ۔ اور اسے کس طرح کمبل پر چسپاں کرے ۔ دوسری یہ کہ (دل کی آواز اور عوام کی بات) سن سکے ۔ اور اس کی حقیقت کو سمجھنے کی اہلیت رکھے ۔ تیسری یہ کہ فقیر کا کوئی قدم زمین پر بے کار و غیر موزوں نہ پڑے ۔ (کشف المحجوب ، ص ۱۳۱ ، طرائق الحقائق جلد دوم ص ۵۵۲)

صفات خداوندی کا مظہر

اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ سالک طریقت کے اوصاف بن جاتے ہیں ۔ اگرچہ سلوک کی منزل میں ہو اور واصل بحق نہ ہوا ہو ۔ (عوارف المعارف ، ص ۳۸۹)

باقی ۱۸ پر

(گزشتہ سے پیوستہ)

حضرت سید علی ہمدانی کی تعلیمات

کرنل غلام سرور

ایمان ہی کا دوسرا نام ہے۔ ادھر بد خو اور بد مزاج انسان، اسلام کے مزاج سے بے خبر ہوتا ہے۔ اللہ کے برگزیدہ بندے، دنیاوی مصائب کو خوشی خوشی جھیلتے ہیں اور کسی قسم کی برہمی اور بد مزاجی کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ ایسے ہی لوگوں کو مومن صادق اور موحد قابل کا خطاب دیا جاتا ہے اور حسن خلق اور مکارم اخلاق کی خلعت ان کو پہنائی جاتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں جب پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ حضور پرنور کا خلق، قرآن مجید ہی تھا، یعنی جو اوصاف قرآن مجید میں آئے ہیں، وہ آپ کی عادت میں راسخ تھے۔ جن باتوں سے اللہ جل شانہ نے منع کیا ہے۔ آپ ان سے ایسے دور رہتے تھے، کہ ان کو دیکھ ہی نہ سکتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی، عبادت میں اور آنکھوں کی روشنی نماز میں ہوتی تھی۔

حاکم کے فرائض

شاہ ہمدانؒ کی تحریروں سے آپ کی سوچ کی وسعت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے اخلاقی مسائل کے ساتھ ساتھ امور سلطنت پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ حاکم کے فرائض کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حاکم اور بادشاہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ امور سلطنت کو خوش اسلوبی سے نبھانے کی کوشش کرے اور اس مقصد کے لئے ایسے امراء اور وزرا تلاش کرے، کہ ان کا ظاہر، برے کاموں کی برائیوں سے پاک ہو۔ اور ان کا باطن نامقبول اعمال کی کدورتوں سے صاف ہو۔ ایسے اشخاص کا انتخاب چنداں آسان کام نہیں۔ حاکم وقت کو چراغ لے کر نکلنا پڑتا ہے۔ بہر حال اگر اسے اس مشن میں کامیابی نصیب ہو جائے تو پھر اس ملک میں کسی قسم کے خلل اور اندیشے کا گماں باقی نہیں رہتا۔

شاہ ہمدان فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ، اپنے بندوں کو ظلم اور تعدی سے ہٹا کر مہربانی اور عدل و احسان کے راستے کی طرف بلاتے ہیں اور قوموں کی برائیوں اور رسوائیوں سے منع فرماتے ہیں۔ آپ نے اپنے بیان میں متعدد احادیث کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ چند ایک کا حوالہ درج ذیل ہے۔

۱۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حاکم، اپنی رعایا پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص، مسلمانوں کے کسی کام پر حاکم ہو جاتا ہے اور وہ اپنے گھر کے دروازے، ضعیفوں اور محتاجوں پر بند کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دروازہ اس پر بند کر دیتے ہیں۔ اور اس تیرہ بخت کی کسمپرسی میں روز بروز اضافہ ہونے لگتا ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن مفضل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حاکم، ایک رات بھی رعایا کی مظلومی پر خیال نہ کرتا ہوا سو جائے، اللہ تعالیٰ جنت اس پر حرام کر دیتا ہے۔

۴۔ ابو موسیٰ اشعری نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک وہ شخص نہایت ہی برا ہے جو مسلمانوں کے کام پر حاکم ہو جائے اور ان کے درمیان انصاف نہ کرے۔

۵۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میدان حشر میں بادشاہ ظالم اس حال میں پیش کیا جائے گا، جبکہ اس کا کوئی شفیع اور مددگار نہ ہوگا۔ وہ دوزخ کے کنویں میں ڈالا جائے گا اور وہ دوزخ کے عذاب میں ایسا سرگرداں ہوگا، جیسا کہ چکی کے پاٹ پریشان پھرتے ہیں۔ افسوس، افسوس کہ اس کنویں کے قعر میں جکڑا جائے گا۔

۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان امیروں پر مجھے افسوس آتا ہے کہ وہ قیامت کے دن کہیں گے، کہ یا اللہ! اگر ہمارے سر کے بال ثریا میں باندھے جاتے اور ہم زمین اور آسمان کے درمیان عذاب میں لٹکے رہتے تو اس سے اچھا تھا کہ ہمارا کسی پر حکم نہ چلتا۔

۷۔ عمرو بن عوف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کی راہ میں تین باتوں کا زیادہ خوف ہے۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ وہ کون کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ عالم کا گناہ، حاکم کا ظلم، نفس غالب کی خواہشات۔

۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں قیامت کے دن نہایت ہی قریبی دوست حاکم عادل ہوگا۔ اور لوگوں کی متنفر شخصیت اور راندہ درگاہ قیامت کے دن ظالم بادشاہ ہوگا۔

اوپر کی احادیث سے شاہ ہمدان اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھانا ایک نہایت ہی مشکل اور صبر آزما کام ہے۔ ہاں، جب بادشاہ اور حاکم، عدل اور احسان کے تقاضے پورے کرتے ہوں اور حدود شرع اور احکام دین کے جاری کرنے میں دل وجاں سے کوشش کریں، تو وہ زمین میں نائب اور خدا کے برگزیدہ اور ظل اللہ اور خلیفۂ رحمان کے القاب سے پکارے جاتے ہیں۔ اور جب وہ عدل اور احسان کا طریقہ چھوڑ دیں، اللہ کے بندوں پر مہربانی کرنا بند کر دیں، نفس کی پیروی کرنا شروع کر دیں اور شرعی حدود کی اقامت میں عمداً غفلت اختیار کریں تو وہ خدا کی نظر میں ملعون قرار دیے جاتے ہیں۔

سید ہمدان کے اس بصیرت افروز پیغام میں ایک جہان معنی پوشیدہ دکھائی دیتا ہے۔ شاہ ہمدان نے حکمرانی کی بھی چند واضح شرائط متعین کی ہیں۔ ان میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ بادشاہ اور حاکم اپنے آپ کو رعایا کا ہی ایک فرد تصور کرے اور دوسرے کو اپنا حاکم سمجھے۔ اور جس طرح دوسرے کا حکم، اپنے آپ پر جائز نہیں سمجھتا، ویسا ہی حکم دوسرے پر جائز نہ سمجھے۔ جو کچھ اپنے لئے پسند نہ کرے، وہ کسی کے لئے بھی پسند نہ کرے۔

حاکم وقت پر فرض ہے کہ مسلمانوں کی جائز ضروریات کو پورا کرنے کو ہی وہ بہترین عبادت سمجھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مومن کا دل خوش کر دینا، آدمیوں اور جنوں اور پریوں کی عبادت کے برابر ہے۔ مسلمان بادشاہ پر لازم ہے کہ وہ محتاجوں کی حاجتوں کا ہمیشہ ہی منتظر ہے اور جب اسے یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی مسلمان اس کے دروازے پر منتظر اور محتاج بیٹھا ہے، تو اس کی حاجت روا کرنے تک وہ اپنے آپ کو کسی عبادت میں مشغول نہ کرے اور اپنے نفس کے آرام کے لئے مسلمانوں کی حاجتوں کو ہرگز پس پشت نہ ڈالے۔

شاہ ہمدان حکمرانوں کو نصیحت فرماتے ہیں کہ وہ کھانے اور لباس کے معاملے میں خلفائے راشدین، کی اقتدار کریں اور نفس کو اچھا کھانا کھانے اور قیمتی لباس پہننے کی عادت میں مبتلا نہ کریں بلکہ سادگی کو اپنا شعار بنائیں۔ ضعیفوں اور مسکینوں سے ہم کلام ہونے میں کوئی عار محسوس نہ کریں کیونکہ اچھا حاکم وہ ہے جو ضعیفوں اور زیردستوں پر مہربانی کرکے ان کا عزیز بن جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اچھے بادشاہ وہ ہیں، جو تم کو دوست رکھتے ہیں اور تم ان کو۔

یاد رہے کہ بلاوجہ سخت گیری اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں البتہ حاکم وقت پر لازم ہے کہ خلقت کی خوشنودی کے لئے، حکم الٰہی میں وہ ہرگز سستی اور نرمی نہ اختیار کریں اور لوگوں کی خوشنودی کی خاطر، وہ خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہ کریں۔ ان کے پیش نظر اللہ کے احکام کی تعمیل ہونا چاہئے۔ اس ضمن میں انہیں خلقت کی دشمنی کی چنداں پروا نہیں ہونی چاہئے۔

ایک اور بات: لازم ہے کہ حاکم وقت، اپنے نوکروں، چاکروں، اہلکاروں کی خیانت سے غافل نہ ہو اور بھیڑیا صفت ظالموں کو بے چارے مظلوموں پر مسلط نہ کر دے۔ اچھا حکمراں وہ ہے کہ جب اس پر کسی ماتحت کا ظلم ظاہر ہو جائے، تو وہ اس کا مواخذہ کرے اور اسے کڑی سزا دے، تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔

ایک اچھے حاکم کے لئے ضروری ہے کہ وہ عقلمندی اور تفکر سے کام لے۔ لازم ہے کہ وہ حوادث کے پیدا ہونے کے عوامل پر گہری نظر رکھے اور اپنی حکمت عملی کو بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں از سر نو کسی بات کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائے اور اپنی فروگذاشتوں کی تلافی کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ

(جاری ہے)

الخمر (شراب)

محمد جابر دولت الکویت

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک نبوت کا سلسلہ جاری رہا حضرت عیسیٰؑ کے بعد دور فترت آیا جو کہ تقریباً چھ سو سال تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں نسل آدم جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اور بغاوت، بد اخلاقی کفر، عداوت، شرک بد عملی اور بد کرداری انسان کی پہچان بن گئی تھی۔

دور جہالت میں عربوں میں دوسری تمام برائیوں کے علاوہ شراب نوشی کا رواج بھی عام تھا۔ اگرچہ وہ دوسری نشہ آور اشیاء بھی استعمال کرتے تھے اس دور میں شراب سو سے متجاوز ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ خصوصاً اہل مدینہ گھر گھر شراب بناتے اور مے نوشی میں مشغول رہتے ان کی عورتیں اور بچے ساقی گری کے فرائض سرانجام دیتے۔ عرب میں شراب نوشی کو معاشرے میں اخلاقی عظمت اور معاشرتی برتری کی علامت سمجھا جاتا تھا کیونکہ امیر لوگ شراب پی کر نشے کی حالت میں اپنا کافی مال و دولت لٹا بیٹھتے تھے جس سے غریبوں اور فقیروں کا بھلا ہوتا تھا۔ اس لئے اس زمانے میں شراب نہ پینا یا کم پینا بخیلی متصور ہوتا تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا تو گویا نوع انسانی پر ایک احسان عظیم فرمایا۔ نبی مکرمؐ نے عربوں کی دوسری برائیوں کے ساتھ منشیات کی تباہ کاریوں کا ادارک کرتے ہوئے ایسی پر حکمت تعلیمات و نصائح دیں کہ عام شرابی اور نشہ باز لوگ اس قبیح عادت کو برغبت چھوڑنے لگے۔

قرآن واحادیث میں جتنی ممانعت شراب کی ہوئی ہے اتنی کسی اور نشہ آور چیز کی نہیں ہوئی۔ تمام امت اور آئمہ مسلمین کا اجماع ہے شراب حرام ہے اس کا پینا گناہ کبیرہ اور بدترین جرم ہے۔

شراب کو عربی میں خمر کہتے ہیں یعنی عقل پر پردہ ڈالنے والی چیز جو عقل کو ضبط کرنے والی ہو۔ خواہ وہ انگور۔ جو۔ کشمش۔ گندم۔ شہد سے تیار کی گئی ہو یا کسی اور چیز سے۔

حبیب رب العالمینؐ کا ارشاد ہے کہ تمام نشہ آور چیزیں حرام ہیں چاہے ان کی مقدار زیادہ ہو یا کم۔ جو شخص اعلانیہ طور پر شراب پیتا ہو اور شراب کی محفلیں جماتا ہو اور نماز روزے کی بھی پرواہ نہ کرتا ہو وہ کافر ہے۔ جو شخص چھپ کر شراب پئے اور نماز و روزے کی بھی پابندی کرے وہ فاسق ہے قرآن کریم میں متعدد بار شراب کے بارے میں آیتیں نازل ہوئی ہے۔ سورۃ مائدہ آیت (۹۰ ۔ ۹۱) میں اللہ تعالیٰ نے دوسری برائیوں کے ساتھ شراب کو بھی حرام اور ممنوع قرار دیا۔

یایھالذین آمنو انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبو لعلکم تفلحون انما یریدالشیطن ان یوقع بینکم العداوہ والبغضاء فی الخمرو المیسرو یصدکم عن ذکر اللہ و عن الصلواۃ فھل انتم منتھون۔

ترجمہ: اے ایمان والو شراب جوا، بت اور پانسے کے تیر ناپاک شیطانی کام ہیں ان سے بچو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوے کے ذریعے دشمنی اور بغض پیدا کرے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے باز رکھے تو کیا تم اس بری عادت سے باز آنے والے ہو یا نہیں۔

اس آیہ کریمہ میں شراب حرام ہونے کی دس دلیلیں موجود ہے۔

۱۔ گندہ و مکروہ ہونا

۲۔ فعل شیطان ہونا

۳۔ پانسوں کے تیروں کی طرح مذموم ہونا

۴۔ قابل نفرت چیز ہونا

بشیر صاحب

۲- اسلامی فقہ از مولانا منہاج الدین بینیائی

۳- ہدیٰ ڈائجسٹ نئی دہلی۔

جدید طبی تحقیقات کی رو سے بھی کثرت شراب نوشی جگر کے عارضے Cirrhosis of Liver کے علاوہ بے شمار دیگر بیماریوں کا اصل سبب ہے۔ نیز ہیروئن کوکین جیسے مہلک نشوں کے عادی بھی اکثر وہی لوگ ہوتے ہیں جو نشے کی لعنت کا آغاز شراب نوشی یا سگریٹ نوشی سے کرتے ہیں۔

۵- نجات کا اس کے ترک کرنے پر منحصر ہونا۔

۶- اس سے شیطان باہمی عداوت پیدا کرتا ہے۔

۷- اسے شیطان کینے کا ذریعہ بنانا چاہتا ہے۔

۸- اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے۔

۹- نماز سے غافل کرتی ہے۔

۱۰- اسے سے باز نہ آنے پر سخت وعید کی گئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ شراب پینے والے کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ شراب پینے والا مومن نہیں رہتا۔ ہر وہ چیز حرام ہے جو نشہ آور ہو۔ شراب پینے والا لعنتی ہے۔ شراب ام الخبائث ہے۔ شراب برائیوں کی کنجی ہے۔ جس طرح شراب پینا حرام ہے اسی طرح اس کی لین دین اور تجارت بھی حرام ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب سے متعلق دس اشخاص پر لعنت بھیجی ہے۔

۱- اس کا نچوڑنے والا

۲- اس کا نچڑوانے والا

۳- پینے والا

۴- اٹھا کر لانے والا

۵- جس کے لئے لائی جائے

۶- اس کا پلانے والا

۷- بیچنے والا

۸- اس کی قیمت کھانے والا

۹- اس کا خریدنے والا

۱۰- وہ شخص جس کے لئے خریدی جائے۔

بعض لوگ شراب کو بطور دوا استعمال کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے یہ دوا نہیں بلکہ مرض ہے۔

نبی کریمؐ کا ارشاد ہے۔ اللہ نے مرض اور علاج دونوں نازل فرمائے اور ہر مرض کی دوا پیدا کی تم حرام چیز کے ساتھ علاج نہ کیا کرو۔

اس مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ نام یہ ہیں:-

۱- الفقہ الاحوط از شاہ سید محمد نور بخشؒ اردو ترجمہ علامہ محمد

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ، مذہب نوربخشیہ کے تمام پیروکاروں کو اپنے اعمال۔ عقائد اور تاریخ ایک آئینے کی صورت میں دکھا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسالے کی مقبولیت سیاچن گلشیئر سے لے کر عرب کے ریگستانوں تک روز بروز بڑھ رہی ہے۔ لیکن میں ایک معمولی سقم کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات رسالے کی فہرست مضامین اور اندر کی ترتیب آپس میں مطابقت نہیں رکھتے۔ دیگر ایک گزارش ہے کہ جناب ذاکر حسین ذاکر صاحب کی پر تحقیق کاوش اقبال اور تصوف اسلامی پچھلے ایک شمارے میں شائع ہوا تھا لیکن موجودہ شمارے میں نہیں پایا۔ آئندہ ہو سکے تو اس کو پورا ہی شائع کریں۔ ورنہ کم از کم اقتباسات ہی شائع کریں کیونکہ پہلے حصے میں تو صرف مفہوم اور تعارف تھا اقبال کا ذکر ہی نہیں تھا۔

دیگر میرا مستقل خریداری نمبر ۳۱۵ ہے، سال ہو گیا ہے اس لئے دوبارہ منی آرڈر ارسال کر رہا ہوں۔

علی خان

سب انجینئر سرمک

ستمبر سے چار ماہ کے لئے رسالے کا پیشگی چندہ بھیجا تھا ستمبر اور اکتوبر کے شمارے ملے مگر نومبر اور دسمبر کے شمارے ابھی تک نہیں ملے۔ مہربانی فرما کر وقت پر رسالہ ارسال کریں۔

شجاعت حسین سرمیکی

معروفی ہاسٹل کراچی

ہمدان

مجاہد حسین کاوش کراچی

ایک ہستی آٹھویں صدی ہجری، چودھویں صدی عیسوی کے آخری ربع میں ہمدان میں پیدا ہوئی۔

علم قرآن، علم تفسیر اور حدیث اور دیگر علوم متداولہ پر عبور حاصل کیا۔ تصوف کی مختلف معازل طے کیں۔ اور تمام زندگی صوفیانہ اصطلاح میں مسافر مقیم اور مقیم مسافر کی حیثیت سے بسر کی۔ ان کی جولانگاہ ہمدان سے ختلان اور ختلان سے بلتستان و کشمیر اور لداخ تک کا نہایت دشوار گزار شدید سرد پہاڑی علاقہ رہا۔ ارباب بصیرت سید علی ہمدانی کو شاہ ہمدان اور اہل کشمیر "بانی مسلمانی، علی ثانی" کہتے ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جب امیر تیمور شمشیر براں ہاتھ میں لئے ملکوں کو زیر نگیں کرتا، اپنی خونچکاں داستانیں صفحہ تاریخ پر رقم کر رہا تھا۔ اسی عہد میں اقلیم روحانیت کے تاجدار شاہ ہمدان اپنی نگاہ بلند، جان پر سوز اور سخن دلنواز سے صحیفہ قلوب پر اپنے فیوض و کمالات کے سرمدی نقوش ثبت کر رہے تھے۔ آپ ایمان و ایقان کی متاع لئے ہمدان کی خانقاہ سے اٹھ کر ختلان (روسی ترکستان کے موجودہ کولاب) میں قلندرانہ شان سے درس و تدریس میں مصروف رہے اور جب قلمرو تیمور کو چھوڑنا مناسب خیال کیا تو درویشانہ عظمتوں کے ساتھ کشمیر پہنچے۔ وادی کشمیر کو نعرہ تکبیر سے آشنا کیا۔

ہمدان ہمارا مشرب

"مشرب" اسم ظرف مکان ہے بمعنی پانی نکلنے کی جگہ۔

اصطلاح میں مشرب داعی راہ ہدایت پیدا ہونے کی جگہ، یا راہ ہدایت نکلنے کی جگہ ہمارا ایک روحانی ایک نعرہ "مشرب ہمدانیہ" بھی ہے۔ یعنی ہمدان ہمارے لئے راہ ہدایت ملنے کی جگہ ہے۔ شاہ ہمدان سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ کے ماموں علاؤ الدولہ سمنانی علیہ الرحمہ اور آپؒ کے مرشد حق شیخ محمود مزدقانی علیہ الرحمہ دونوں کا مسکن ہمدان تھا۔

ہمدان اب اسلامی جمہوری ایران کے ایک صوبہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

قارئین کی دلچسپی کے لئے صوبہ ہمدان کے بارے میں کچھ معلومات حاضر ہیں۔

صوبہ ہمدان ایران کے مغرب میں ایک لاکھ نوے ہزار مربع کلومیٹر سے زیادہ رقبے پر مشتمل ایک سرسبز علاقہ ہے۔

محل وقوع

اس کے شمال میں صوبہ زنجان، جنوب میں لرستان، مشرق میں صوبہ مرکزی، مغرب میں صوبہ کرمانشاہان و صوبہ کردستان واقع ہے۔

ہمدان

سطح سمندر سے کافی بلندی پر واقع ہے۔ اس میں دیو ہیکر پہاڑ، سرسبز وادیاں، لہلہاتے کھیت، وسیع چراگاہیں، برف پوش چوٹیاں اور زرخیز کھیتیاں ہیں۔ مشہور پہاڑ کوہ الوند اسی صوبے میں ہے۔ جس کی اونچائی ۳۵۷۴ میٹر ہے۔

آبادی

تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق ہمدان کی آبادی تقریباً سولہ لاکھ پچاس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ ہمدان کے لوگ اپنے مخصوص تمدن اور روایات کے امین ہیں۔ آبادی کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

ہمدان میں بولی جانے والی مختلف زبانیں

فارسی، ترکی، لری اور لاکی ہیں تاہم یہاں کے تمام باشندے فارسی زبان بول اور سمجھ سکتے ہیں۔

اہم شہروں کے نام

صوبائی صدر مقام ہمدان ۔ ملایر ۔ نہاوند ۔ تویسرکان ۔ کبودر آہنگ ۔ اسد آباد ہیں ۔

ہمدان شہر کا تعارف

یہ شہر ایک بڑی شاہراہ کے ذریعے ملک کے دیگر حصوں سے منسلک ہے یہ ایک اہم تاریخی شہر ہے یہاں کے آثار قدیمہ سینکڑوں سال قبل مسیح کی داستانیں لئے ہوئے ہیں ۔ ماد اور ہخامنشی بادشاہوں کے عہد میں اس علاقے کو " اکباتان " یا " ہگمتانہ " یعنی اصلی (مرکز) کہتے ہیں ۔

یہاں کسی زمانے میں ہفت حصار نامی قلعہ تھا جو ایک ہزار کمروں پر مشتمل تھا یہ شہر بارہا بیرونی حملہ آوروں کی زد میں آیا سب سے پہلے آشوریوں نے ہمدان کو تاراج کیا ۔ پھر مغل اور تیموری لشکر نے اسے کئی بار اجاڑا ، عثمانیوں نے اس شہر پر کئی حملے کئے مگر یہ جیالا شہر ہر بار لٹنے کے بعد ایک نئی شان سے ابھرا اور اپنی عظمت رفتہ کو بحال کیا ۔

یہ عظیم دانشوروں کا شہر ہے ، عین القضاۃ ، خواجہ رشید الدین فضل اللہ ، اوحد ہمدانی ، میر سید علی ہمدانی ۔ بابا طاہر عریان اور میرزادہ عشقی نے اسی خاک سے جنم لیا ۔

زیارات اور مقامات مقدسہ

شہر ہمدان میں بہت سی خوبصورت تاریخی مساجد ، عالی شان مقبرے اور امام زادہ فرزند علی ۔ امام زادہ اسماعیل اور امام زادہ عبداللہ کا مزار بھی واقع ہے ۔

ہمدان کے مناظر

اس معتدل آب و ہوا والے شہر کا رخ کرنے والے سیاح جب یہاں سے لوٹتے ہیں تو مدتوں کوہ الوند کی شاندار چوٹیوں ، مراد بیگ اور عباس آباد کی حسین وادیوں اور یہاں کے خوبصورت مناظر کو یاد کرتے رہتے ہیں ۔

ابو علی سینا کا مقبرہ

ایران کے معروف دانشور اور سائنسدان ابن سینا کا مقبرہ بھی ہمدان میں واقع ہے ۔ ۱۹۵۲ء میں مقبرے کے اوپر قابوس و شمگیر مینار کے ڈیزائن سے مشابہ ایک گنبد بنایا گیا ۔ مقبرے کی عمارت میں ایک لائبریری اور عمارت کے احاطے میں قاجاری عہد کے معروف شاعر ابو القاسم عارف کی آرام گاہ بھی ہے

قربان مینار

یہ بارہ پہلوؤں والا ہموار اینٹوں سے تعمیر شدہ ایک اہرام نما گنبد ہے ۔ جس کے تہہ خانے میں ایک مقبرہ بھی ہے ۔ یہ شہر کے مشرق میں واقع ہے ۔

علوی گنبد ایک اہم اسلامی یادگار

یہ مربع نما عمارت سلجوقی دور میں تعمیر کی گئی ہے ۔ اس کی داخلی آرائش و تزئین مسلمانوں کے ہنر اور کمال فن کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ اس عمارت کے اندر ایک سرنگ بھی ہے ۔ جس میں علوی دور کے دو بزرگوں کی قبریں ہیں ۔

ہمدان کا تعارف "بستان السیاحہ" سے

ہمدان ایران کا قدیم ترین ایک شہر ہے ۔ اور عراق عجم کی خوبصورت ترین شہروں میں سے ایک ہے اور دنیا کا چوتھا اقلیم ہے ۔ اس کا پانی بہت شیریں اور ہوا بہت طبیعت کے مطابق ہے اس کی لمبائی جزائر خالدات تک ہے اور اس کا عرض خط استوا سے ملتا ہے اور اس شہر کے بنانے والے کے بارے میں بہت سے اختلافات ہیں مگر معجم البلدان کے مصنف نے کہا ہے کہ آب و ہوا کے لحاظ سے یہ شہر نہایت مناسب ہے اس لئے جب حضرت سلیمان پیغمبر کا گزر وہاں سے ہوا تو آپ کو پسند آیا اور آپ نے تعمیر کا ارادہ کیا ۔ صخرائے جنی کو حاضر ہونے کا حکم فرمایا ۔ جب صخرائے جنی حاضر ہوا تو حکم فرمایا کہ اس شہر کے نقشے کو ایسے

باقی صفحہ نمبر ۲ پر



شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس منعقدہ تاجکستان کے افتتاحی اجلاس میں تاجکستان کے صدر امام علی رحمانوف اور وزیر اعظم سامنے بیٹھے ہیں جبکہ درمیان میں تاجک اکیڈمی آف سائنسز کے صدر کانفرنس کا تعارف کروا رہے ہیں۔



تاجکستان کے صدر امام علی رحمانوف کے ساتھ ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی اور سامنے افغانستان کے سفیر کھڑے ہیں جنہوں نے شاہ ہمدان کانفرنس منعقدہ تاجکستان کے دوران ملاقات کی۔



مزار مقدس امیر کبیر سید علی ہمدانی کولاب (تاجکستان) کے امام صاحب کو ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی نے سندھی ٹوپی پہنائی



کولاب شہر کی رئیس خانم کو ڈاکٹر ہمدانی اور میر عبدالعزیز شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس منعقدہ تاجکستان کے دوران قرآن مجید پیش کر رہے ہیں۔



شاہ ہمدان میوزیم کولاب (تاجکستان) جہاں پر ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی اور ڈاکٹر غضنفر مہدی نے شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس کے موقع پر حاضری دی۔



(دائیں سے) محمد الیاس ایڈووکیٹ صدر این وائی ایف سکردو، محمد یعقوب براہوی سیکرٹری نشرواشاعت این وائی ایف کراچی
غلام عباس چوپا، سیکرٹری این وائی ایف گانچھے خپلو، چیف سیکرٹری ناردرن ایریاز محمود خان، محمد باقر دارا صدر این وائی ایف کراچی
یاد رہے چیف سیکرٹری نے اس ملاقات کے موقع پر منظوم علی کے تیار کردہ نقشہ میں این وائی ایف کے جذبات
کا احترام کرتے ہوئے اس میں ترمیم کرنے کے ساتھ اگلے ایڈیشن میں مذہبی حصہ کو ختم کرنے کی بھی ہدایت کی ہے۔

کامیاب ازدواجی زندگی کا راز

نجم الدین صوفی فاضل عربی ۔ فاضل درس نظامی

آج کل چاروں طرف زبانوں پر ایک ہی شور سنائی دیتا ہے کہ شادی ایک بہت بڑا اور گمبھیر مسئلہ ہے ۔ جسے حل کرنا جوئے شیر لانے کے برابر ہے ۔ یہ شور سنتے سنتے میرا ذہن بھی سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ آخر یہ مسئلہ اتنا بڑا اور پیچیدہ کیوں ہے ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے لوگوں کی اکثریت رشتہ طے کرتے وقت اصلیت کو چھوڑ کر نقلی دکھاوے اور ظاہری چمک دمک اور بناوٹ پر زیادہ نظر رکھتی ہے اور اسی میں اپنے بچوں کا مستقبل روشن دیکھتی ہے۔ لڑکے اور لڑکی کے خیالات و اطوار اور ذہنی ہم آہنگی اور دینی معاملات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے ۔ آخر نتیجہ بعد کے اختلافات کی صورت میں نکلتا ہے ۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی ایک دوسرے کو دیکھے بغیر شادی کر دی جاتی ہے۔

یہ مسئلہ صرف شادی ہی نہیں بلکہ شادی کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال ہے اس لئے اسے حل کرنے میں بے حد سمجھ داری سے کام لینا چاہئے ۔ ظاہری چمک دمک اور مال و دولت کے لالچ کو چھوڑ کر صرف فریقین کی عمر میں تناسب باہمی رضامندی اور ذہنی ہم آہنگی پر زور دینا چاہئے ۔ قرآن و احادیث کے احکام کے مطابق سمجھداری سے کام لیتے ہوئے ظاہری حسن کی چمک بے جا اسراف اور دولت کے لالچ کو رد کر کے انسان کے اصلی جوہر ذاتی تلاش کو کرنا چاہئے ۔ اس کے علاوہ ہم مسلک کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ آئندہ آنے والی پریشانی کا سبب نہ ہو۔

اللہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ وانکحو الا یامی منکم والصلحین من عبادکم و امائکم ان یکو نوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم ۔ پارہ ۱۸ ، سورۃ النور ، آیت نمبر ۳۲ (تفسیر حسینی) ترجمہ : اور نکاح کرو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہو اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں غنی کر دے گا اپنے فضل کے سبب اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا جو کوئی بخوف پریشانی ہو تو نکاح کرو تم تاکہ خدا تم کو غنی کرے ۔ اس کے علاوہ ہم ذات اور ہم دین ہونا فقہ الاحوط سے ثابت ہے ۔ فقہ الاحوط باب نکاح میں مذکور ہے کہ ولم یکن مضطر ینبغی ان یطلب کفوہ ۔ ترجمہ : جس نے ارادہ کیا نکاح کا اور بے قرار اور بے قابو نہ ہو ۔ اس کے لئے ہم جنس اور ہم مرتبہ کو تلاش کرنا واجب ہے ۔ پرسکون زندگی اور آپس کی محبت کے لئے نرگسی آنکھیں ، گورا رنگ اور دراز زلفیں اور جہیز کا مال ضروری نہیں بلکہ سیرت و کردار کی خوبی اور ذہنی ہم آہنگی کانٹوں میں بھی پھول کھلانے کی مثال پیش کر سکتی ہے۔

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں ۔ لیکن خط لکھنے کی پہلی بار جسارت کر رہا ہوں ۔ میں اور میرے تمام ساتھی ادارہ کو خصوصاً علامہ صاحب اور جی ایچ معروفی صاحبان کا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ یہ رسالہ ہر طرح سے معیاری ہے اللہ تعالیٰ اسے مزید دن دگنی رات چوگنی ترقی دے ۔ آمین ۔ ہمارے ہاں مشہور مذہبی اور سماجی تنظیم صوفی آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن کی سرپرستی میں ایک خانقاہ متعلق زیر تعمیر ہے ۔ میں نوائے صوفیہ کی وساطت سے تنظیم ہذا ، ان تمام حضرات کا انتہائی مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے ہمارے مدرسے اور زیر تعمیر مسجد کے لئے قولی ، فعلی اور مالی تعاون فرمایا۔

(ریٹائرڈ لانس نائیک ابراہیم
مدرسہ صفہ صوفی آباد وزیر پور شگر)

مولانا غلام حسن نوربخش سے انٹرویو

(غ۔م۔ن)

سوال نمبر ۱۔ مولانا صاحب آپ گزشتہ کئی دہائیوں سے مشائخ سلسلہ الذہب پر تحقیق میں مصروف ہیں۔ آپ کے نزدیک سلسلتہ الذہب کی وہ کیا امتیازی خصوصیات ہیں جو اس سلسلے کو باقی سلاسل تصوف سے ممتاز بناتی ہیں؟

جواب۔ میں اپنی تحقیقات اور تجربے کی بنا پر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ موجودہ زمانے میں تصوف سے بہتر کوئی نظام موجود نہیں ہے اور تصوف کا سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ بہت سی خصوصیات کی وجہ سے امتیازی حیثیت کا حامل ہے۔ جو اس کو دوسرے صوفیانہ سلسلوں پر فوقیت عطا کرتی ہے۔ میں صرف تین خصوصیات کے ذکر پر اکتفا کروں گا۔

۱۔ اکثر صوفی سلسلوں کے مشائخ یا تو ان پڑھ ہیں یا انہوں نے کتابیں لکھنے سے احتراز کیا ہے آپ ان کا پورا شجرہ طریقت اٹھا کر دیکھ لیں تو پورے سلسلے میں دو چار سے زیادہ باکمال اور صاحب تصانیف بزرگ نہیں ملیں گے مگر سلسلہ نوربخشیہ کے بزرگ تقریباً سبھی پڑھے لکھے باکمال اور صاحب تصانیف ہیں۔ اسی طرح انہوں نے بکثرت کتابیں لکھی ہیں نہ صرف انہوں نے بلکہ ان کے نامور شاگردوں نے کتابیں لکھی ہیں اس طرح ان کی تعلیمات کتابوں میں مفصل طور پر موجود ہیں یہ امتیازی شان کسی اور سلسلے کو حاصل نہیں ہے۔

۲۔ دوسری خصوصیت تربیت کا نظام ہے۔ سلسلہ نوربخشیہ کے مشائخ نے اپنے ارادتمندوں کی روحانی تربیت پر خصوصی توجہ دی ہے ہمارے سلسلے کے بزرگوں نے قبرستانوں کی بجائے شہروں میں خانقاہیں قائم کیں۔ جن میں باقاعدہ حجرے بنائے تاکہ سالکوں کو تربیت دی جائے۔ شیوخ طریقت وہیں مریدوں کو تربیت دیتے تھے جبکہ دور دراز علاقوں میں کم از کم دو تربیت یافتہ افراد کو مقرر کیا جاتا تھا جہاں وہ مریدوں کو تربیت دیتے تھے مرکزی شیخ طریقت تبلیغی دورے پر رہتا اور ہر علاقے میں جا کر ارادتمندوں کی تربیت کا جائزہ لیا کرتا تھا اس طرح ہمارے خانقاہی نظام کی مثال نہیں ملتی۔ اس کے برعکس دوسرے صوفیانہ سلاسل میں خانقاہ سے مراد وہ مقبرہ ہوتا ہے جہاں گدی نشین بیٹھتا ہے تربیت کا کوئی نظام ہے نہ سالکوں کو عبادت میں مصروف رکھنے کا کوئی وسیلہ۔ چنانچہ مقبروں کے قرب وجوار میں جرائم اور گناہوں کے گڑھ بنے ہوئے ہیں۔

۳۔ تیسری خصوصیت راہ اعتدال ہے سلسلہ نوربخشیہ میں نہ رہبانیت ہے نہ دنیاداری۔ اسی طرح مذہبی بنیاد پر تعصب و منافرت بالکل نہیں ہے۔ مختلف اصولی و فروعی مسائل میں ایسی لچک ہے جن کی موجودگی میں ہم صحیح اسلامی تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کر سکتے ہیں رواداری اور باہمی انسانی ہمدردی کا یہ عالم ہے کہ ہماری چودہ سو سالہ تاریخ میں کشمیر کے چک خاندان کے عہد کے سوا کہیں کسی پر تشدد کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ آج تک ہمارے کسی بزرگ یا عالم دین کی طرف سے کسی کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری نہیں ہوا۔ موجودہ زمانے میں جبکہ ساری دنیا جرم و گناہ اور تشدد و غارت میں مبتلا ہے ہم ان سے ابھی تک ناآشنا ہیں۔ نوربخشی معاشرہ اس زمانے میں دنیا کا سب سے زیادہ پرامن اور جرائم سے پاک معاشرہ ہے۔ اس پر ہمیں شکر خداوندی بجا لانا چاہیئے۔

سوال نمبر ۲۔ شاہ سید محمد نوربخش نے ایک مستقل فقہی دبستان کی بنیاد رکھنے کی ضرورت کیوں محسوس کی؟ سید نوربخش سے قبل سلسلتہ الذہب کے مشائخ کس فقہی دبستان کے حامی تھے؟

جواب۔ یہ کہنا درست نہیں کہ فقہ نوربخشی کی بنیاد میر سید نوربخش ہی نے رکھی ہے دراصل میر سید محمد نوربخش کی کتاب الفقہ الاحوط ہمارے بزرگوں کی فقہی سوچ کا تسلسل ہے۔ ہمارے سلسلے کے اکثر بزرگ اپنے وقت کے مشہور عالم دین اور فقیہہ گزرے ہیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ، امام احمد غزالیؒ، ابونجیب سہروردیؒ اور نجم الدین کبریٰؒ کا شمار

صوفی فقہاء میں ہوتا ہے تاہم تحریری طور پر حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کی کتاب "مالا بد منہ" خالص فقہی کتاب ہے اس کے بعد میر سید علی ہمدانی کی کتاب الاعتقادیہ علم فقہ پر ہے لیکن ان دونوں سے فقہ احوط ضخیم ہے فقہ احوط کے بعد اس جیسی ضخیم علمی کتاب نہیں لکھی جا سکی ہے۔ غالباً آٹھویں نویں صدی ہجری میں ہر مکتب فکر کا علم فقہ تکمیل پا چکا تھا۔ مختلف ادوار سے گزر کر تمام مکاتب فکر اپنے اپنے نظریے پر جم چکے تھے۔ اور کوئی بھی ایک دوسرے کو برداشت کرنے اور ایک دوسرے کے فقہی نقطہ نظر کو اپنانے پر تیار نہ تھے ان بے لچک فقہی موشگافیوں نے ہر طرف کنفیوژن پیدا کر رکھا تھا ایسی گھمبیر صورت حال میں میر سید محمد نوربخشؒ نے فقہ احوط تالیف کی جس میں آپ نے اس وقت کے متداول تمام مسلم فرقوں مثلاً شافعی، حنفی، حنبلی، مالکی، ظاہری اور جعفری کی فقہی کتابوں کو کتاب و سنت نبویؐ کی کسوٹی پر پرکھا اور اس مسئلے کو اختیار کیا جنہیں ان کے مطابق پایا۔ جس مسئلے پر کتاب و سنت سے روشنی نہ پڑتی تھی اسے اپنے اجتہاد کے ذریعے ایسے پیرائے میں پیش کیا جس پر زیادہ سے زیادہ اتحاد بین المسلمین کا امکان ہو آپ نے محض افراط و تفریط کے خاتمے اور شریعت محمدیہؐ کے احیاء کی خاطر فقہ احوط تالیف کی۔ سید محمد نوربخشؒ اور ان سے پہلے گزرنے والے شیوخ کے فقہی دبستان کے بارے میں میرا خیال ہے کہ علاؤ الدولہ سمنانی، سید علی ہمدانیؒ اور نوربخشؒ کی فقہ پر مبنی کتابوں میں فقہی مسائل میں زیادہ تر شافعی مسلک کو ترجیح دی گئی ہے۔ تاہم آزادانہ رائے بھی بکثرت پائی جاتی ہے۔

سوال نمبر ۳۔ آپ بعض مورخین اور تذکرہ نگاروں کی اس رائے کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ الفقہ الاحوط میر شمس الدین عراقی کی تصنیف ہے۔ نیز شمس الدین عراقی کے تشیع کے بارے میں ان محققین کی رائے سے آپ کہاں تک اتفاق کرتے ہیں؟

جواب۔ بعض مورخین فقہ احوط کو شمس الدین عراقی کی تصنیف بتاتے ہیں اس سلسلے میں ایک افسانہ بھی بیان کرتے ہیں۔ تاریخ جموں کے مصنف مولوی حشمت اللہ نے فقہ احوط کو میر ابو سعید کی تالیف قرار دیا ہے۔ یہ سب سوائے تاریخی جہالت کے اور کچھ نہیں ہے۔ عراقی کی وفات ۹۳۲ ہجری میں ہوئی ہے۔ مرزا حیدر دوغلت کی تاریخ رشیدی ۹۳۰ میں لکھی گئی ہے۔ اس میں وہ فقہ احوط کو سید محمد نوربخش کی تالیف بتاتا ہے۔ ۹۵۲ میں یہ کتاب سید محمد نوربخش کی تالیف کے طور پر اکبر کے دربار میں پہنچتی ہے اور ہندوستان کے علماء کے محضر میں پیش ہوتی ہے۔ چند سال بعد جہانگیر اسے پھر محضر علماء میں پیش کرتا ہے اسی صدی کے آخر تک تحفۃ الاحباب منصہ شہود پر آتی ہے جس میں بے شمار اقتباسات دیئے گئے ہیں اور جگہ جگہ اسے میر سید محمد نوربخش کی تصنیف بتایا گیا۔ جبکہ شمس الدین عراقی نے کوئی کتاب نہیں لکھی تحفۃ الاحباب عراقی کی مکمل سوانح عمری ہے اس میں ان کی کسی تالیف کا کوئی ذکر نہیں ہے نہ ہی عراقی کا جن کتابوں میں تذکرہ ہے وہاں ان کی کسی تالیف کا ذکر ہے۔

باقی شمس الدین عراقی کو شیعہ کہنا بھی بالکل غلط ہے مرزا حیدر دوغلت عراقی کا سخت دشمن ہے عراقی کی وفات کے آٹھ سال بعد اپنی کتاب میں انہیں نوربخشی بتاتا ہے تحفۃ الاحباب میں بیسیوں جگہ عراقی اپنا مسلک نوربخشیہ بتاتا ہے اور مریدوں کو اشاعت نوربخشیہ کی تلقین کرتا ہے حتی کہ ۹۱۰ ہجری میں خانقاہ جدیبل مکمل کرتا ہے تو اس پر "خانقاہ نوربخشیہ شمسیہ" لکھواتا ہے۔ پھر بھی انہیں شیعہ کہنا تاریخ کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔

کچھ لوگ انہیں تقیہ باز کہتے ہیں یہ بھی روایت و درایت کی روشنی میں بالکل غلط ہے۔ اگر وہ تقیہ کرتے تو سنی بن کر رہتے کیونکہ ان کے زمانے میں کشمیر کی ساری آبادی سنی تھی جبکہ شیعہ فرقہ کے لوگ ان کی وفات کے بہت بعد مغل دور میں کشمیر میں آئے ہیں نیز انہیں حکومت وقت اعلیٰ عہدے دیتی اور بلتستان ملک بدر نہ ہونا پڑتا۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ نے نہ تقیہ کیا نہ آپ شیعہ تھے بلکہ آپ نے سیدھی سادی نوربخشی تعلیمات کو عام کیا۔ لوگوں کو کشمیر پہنچتے ہی نوربخشیہ کی دعوت دی۔ آپ کی وفات ۹۳۲ ہجری تک کشمیر میں نوربخشیوں کی بڑی تعداد موجود تھی خانقاہ شاہ ہمدان پر نوربخشیوں کا کنٹرول تھا۔

خانقاہ نوربخشیہ جدی بل کشمیر کی سب سے بڑی خانقاہ تھی۔ کشمیر میں کوئی ایسی بستی موجود نہ تھی جہاں نوربخشی خانقاہ نہ ہو۔

سوال نمبر ۳۔ شاہ سید محمد نوربخش کی طرف سے منسوب ہو کر کچھ کتابیں چھپ چکی ہیں۔ ان کے بارے میں آپ کی تحقیق کیا ہے؟

جواب۔ سید محمد نوربخش کی طرف بہت سی کتابیں منسوب ہو کر چھپ چکی ہیں۔ بدقسمتی سے ماضی میں ہمارے مخالفین نے کتابیں نہ ہونے کا طعنہ دیا ابھی تک ہمارا علماء طبقہ اس طعنے سے مرعوب ہے چنانچہ وہ ہر اس کتاب کو سید محمد نوربخش یا کسی اور بزرگ کی تصنیف ماننے کے لئے تیار ہے جن پر ان کا نام کسی بھی وقت لکھ کر ان کی طرف منسوب کی گئی ہو نہ وہ اسے تاریخی حقائق کی کسوٹی پرکھتے ہیں نہ کتاب کے مشمولات پر غور کرتے ہیں۔

۱۔ آپ حیران ہوں گے کہ نفس شناسی کے نام سے ایران کے ایک پی ایچ ڈی ڈاکٹر نے ایک کتاب شائع کی۔ ایران میں اس کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں کتاب پر مصنف سید محمد نوربخش کو دکھایا گیا ہے حالانکہ یہ میر سید علی ہمدانی کا رسالہ درویشیہ ہے اور یہی رسالہ " رسالہ در رد صوفیاں " کے عنوان سے نزہت الخواطر میں آیا ہے یہ رسالہ اصل نام درویشیہ کے عنوان سے اسلام آباد سے اب تک تین بار شائع ہو چکا ہے نیز اس کے ہمیں قلمی نسخے دستیاب ہیں۔ لیکن ۱۹۹۵ء میں کراچی سے سید حسن شاہ صاحب نے غلط طور پر نفس شناسی کے عنوان سے اس کا ترجمہ شائع کیا ہے اور مصنف سید محمد نوربخش کو دکھایا ہے۔ جبکہ اسی سال ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ رسالہ بالکل درست نام یعنی درویشیہ کے نام سے اسلام آباد سے شائع کیا ہے اور مصنف کا نام شاہ ہمدان ہی لکھا ہے اسی سے آپ ہمارے تعلیم یافتہ علماء کی بے خبری کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

۲۔ ایران ہی سے کشف الحقیقت فی عوالم الوحدت والکثرت کے طویل عنوان سے ایک بہت ضخیم کتاب چھ جلدوں میں شائع ہوئی ہے یہ کتاب نور علی شاہ کرمانی کی تالیف ہے اور کتاب کا اصل نام جنات الوصال ہے شاہ سید کی وفات کے ۸۶ سال بعد ۹۵۵ ہجری میں لکھی گئی ہے۔ کتاب کی چھٹی جلد میں تاریخ تصنیف درج ذیل شعر کی صورت میں درج ہے۔

نہ پنجم بود افزوں از ہزار
کایں شششم جنت شد از غیب آشکار

اس کا قلمی نسخہ آستان قدس رضوی کے کتابخانے میں محفوظ ہے۔

۳۔ رسالہ معترف الطاہرہ فی مصائب آل عباء کے عنوان سے ایک رسالہ ۱۹۳۱ء کو جالندھر سے شائع ہوا ہے اور مصنف کا نام سید محمد نوربخش درج کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی نوربخش کی نہیں غالباً یہ کتاب سید قاسم شاہ کھرکوی نے خود لکھ کر نوربخش کی طرف منسوب کی ہے۔ جس کی شہادت کتاب کی بلتی برانڈ عربی و فارسی زبان دیتی ہے نیز اس میں ایسی کتابوں کے حوالے اور اقتباسات موجود ہیں جو میر سید محمد نوربخش کی وفات کے صدیوں بعد لکھی گئی ہیں۔ اس کا کوئی قلمی نسخہ سرے سے موجود نہیں ہے۔

۴۔ نجم الہدیٰ: اس کتاب کے دو فارسی ایڈیشن اور نصف کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ پہلے ایڈیشن پر نوربخش کا نام نہیں ہے باقی دونوں ایڈیشن پر ان کا نام بطور مولف درج ہے۔ یہ کتاب سید محمد والہ موسوی کی ہے۔ جو سید محمد نوربخش کے بعد گزرنے والے بزرگ ہیں۔ نیز کتاب میں بہت سی ایسی کتابوں کا حوالہ ہے جو نوربخش کے ہمعصر یا بعد کے مصنفین کی ہیں۔ اسی بناء پر اس کے باقی ماندہ نصف حصے کی اشاعت روک دی گئی ہے۔

۵۔ کتاب نوربخشیہ: یہ بھی جالندھر سے ۱۹۳۱ء کو شائع ہوئی ہے اور بطور مصنف نوربخش کا نام درج ہے یہ بھی یا تو سید قاسم شاہ کھرکوی کی تالیف ہے یا اسی صدی میں کسی اور نے لکھی ہے زبان وہی بلتی برانڈ کی فارسی / عربی ہے۔ نوربخش کے صدیوں بعد پیدا ہونے والے لوگوں اور لکھی جانے والی کتابوں کے نام اور حوالے بکثرت موجود ہیں نیز اس میں موجودہ اردو زبان میں ایک پورا باب اور انگریزی عہد کے ہتھیار ہائے اوزان شہادت دیتے ہیں کہ یہ سید محمد نوربخش کی بالکل نہیں ہے۔

(جاری ہے)

آپ کے مسائل اور ان کا حل

علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت مختلف سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر۱۔ کیا کوئی شخص اپنی مطلقہ بیوی کو بہن کہہ سکتا ہے۔ اسی طرح سے کیا کوئی مطلقہ عورت اپنے سابق شوہر کو بھائی کہہ سکتی ہے؟

سوال نمبر۲۔ اگر بیوی اپنے شوہر کو باپ یا بھائی کہہ دے تو کیا اس سے طلاق پڑ سکتی ہے؟

سوال نمبر۳۔ کیا مہندی رچے سر کا مسح کرنا صحت وضو کے منافی ہے یا نہیں؟

سوال نمبر۴۔ اسلام میں کل کتنی بیویاں رکھی جا سکتی ہیں۔

سوال نمبر۵۔ کیا صحت نماز کے لئے ٹوپی کا استعمال ضروری ہے۔

سوال نمبر۶۔ کیا بے وضو ہو کر قرآن پاک کی تلاوت کی جا سکتی ہے۔

سوال نمبر۷۔ لڑکا بھی راضی لڑکی بھی راضی مگر صرف لڑکی کے والدین ناراض۔ تو کیا ایسی صورت میں شادی رچائی جا سکتی ہے۔

سوال کنندگان

(۱) غلام عباس شیرانی شیلو مقیم لاہور (۲) محمد اقبال حیدری شیلو مقیم لاہور (۳) فاتو محمد یوسف شیلو مقیم لاہور (۴) انور حسین طالب علم براہ (۵) غلام حسین سلیم طالب علم براہ

جواب نمبر۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ طلاق دینے کے بعد مطلقہ بیوی کو بہن کہنے میں کوئی قباحت نہیں خواہ عدت گزرنے سے پہلے ہو خواہ عدت گزر جانے کے بعد ہو۔ اگر غصے کی حالت میں بیوی سے یونہی بہن یا ماں قرار دے تو وہ ظہار کے حکم میں آتا ہے۔ طلاق دینے کے بعد ایسا کہنے سے ظہار کا حکم لاگو نہیں ہو گا۔ اسی طرح سے اگر کوئی مطلقہ عورت اپنے سابق شوہر کو بھائی کہہ دے تو ایسا کہنا درست ہے۔

جواب نمبر۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیوی کی کسی بھی بات سے طلاق نہیں پڑ سکتی کیونکہ طلاق دینا شوہر کا کام ہے۔ بیوی خواہ شوہر کو بھائی کہہ دے خواہ باپ کہہ کر پکارے خواہ ماموں کہہ دے خواہ چچا کہہ جائے ان باتوں سے کوئی طلاق نہیں پڑے گی۔ ان باتوں سے ظہار کا حکم بھی لاگو نہیں ہو گا۔ کیونکہ ظہار کا تعلق بھی شوہر سے ہے۔ شوہر کی بعض باتوں سے ظہار کا حکم صادر کیا جا سکتا ہے۔

جواب نمبر۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس سر پر مہندی کی موٹی تہہ جمی ہوئی ہو تو وضو کے دوران سر پر جمی ہوئی مہندی کی تہہ پر مسح کرنا درست نہیں ہو گا۔ مسح کرنے کے لئے مہندی کی تہہ کو ہٹانا ہو گا ورنہ وضو صحیح نہیں ہو گا۔ کیونکہ سر کا مسح کرنا ضروری ہے۔ بالوں کو سر کا حصہ ہونے کی وجہ سے سر قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور بالوں پر مسح کرنا سر کا مسح کرنا قرار پاتا ہے۔ لیکن مہندی کی جمی ہوئی تہہ کو سر کا حصہ قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ لہذا اگر کسی نے ایسا ہی کیا ہو تو اس کا وضو شرعاً درست وضو نہیں ٹھہرا۔ اس وضو سے جو نماز پڑھی گئی ہو اس کی قضا بجا لانا واجب ہے۔

جواب نمبر۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اسلام میں کل چار آزاد عورتیں ایک شخص کے عقد زوجیت میں یکجا ہو سکتی ہیں۔

جواب نمبر۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صحت نماز کے لئے ٹوپی وغیرہ کا استعمال ضروری نہیں شرعاً۔

جواب نمبر۶۔ بے وضو ہو کر قرآن کی تلاوت زبانی طور پر کی جا سکتی ہے۔ قرآن پاک کو ہاتھ لگا کر نہیں۔ تاہم ایسا کرنا بہتر صورت نہیں ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت خواہ زبانی طور

مسجد امبوڑک شگر

ولایت علی شگری

مسجد امبوڑک بلتستان کی وادی شگر کی سب سے پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد امیر کبیر سید علی ہمدانی علی ثانی نے رکھی اور انہی کے دست مبارک سے تکمیل ہوئی۔ سکردو میں اشاعت اسلام کے بعد آپ وادی شگر میں تشریف لائے اس وقت عماچہ خاندان کے راجہ غوری تھم کی حکومت تھی آپ کی تبلیغ سے یہاں کے راجہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے اور شگر کے محلہ امبوڑک میں آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک مسجد بنوائی جو آج بھی بوسیدہ حالت میں محفوظ ہے۔ کلس گر گیا ہے چھت بھی باہر سے ٹوٹی پھوٹی نظر آتی ہے۔ لیکن اندرونی حصہ بہت مضبوط ہے۔ ممبر کو محراب کی شکل میں بنایا ہے۔ اور محراب کی لکڑی پر یہ آیت کندہ کی ہوئی ہے۔

یا اللہ یا الرحیم یا الرحمن یا ملک یاقدوس

دروازے پر یہ کندہ ہے یا اللہ۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ۔ دروازے کے دائیں طرف کھڑکی پر یہ لکھا ہے فاللہ خیر حافظا وھو الرحم الرحمین کسی مورخ نے ایک بیان میں لکھا تھا کہ اس مسجد کے اندر دائیں طرف سے سورہ مزمل لکھی ہوئی بائیں طرف اختتام پذیر ہے لیکن یہ غلط فہمی ہے سورہ مزمل مسجد چھ برونجی میں لکھی ہوئی ہے وہ مسجد بھی اسی مسجد سے بچی ہوئی لکڑی سے خود امیر کبیرؒ نے بنائی ہے چھ برونجی مسجد کی مقامی لوگوں نے دوبارہ مرمت کی ہے مرمت کرتے وقت انھوں نے سورہ مزمل کو مٹا دیا ہے اس وقت اس کا ثبوت نہیں ملتا شاہ ہمدان نے اپنے ساتھ کشمیر سے آئے ہوئے ایک خاندان کو امبوڑک مسجد کی مجاورت سونپی تھی آج بھی ان کی اولاد مجاور ہے۔ محلہ والے اہل تشیع ہیں صرف مسجد کے ساتھ والا گھرانہ جو کہ مجاوری کر رہا ہے اب تک نوربخشی مسلک پر قائم ہے۔ ✥

بقیہ ہمدان

طریقے سے بنایا جائے کہ اس کی بہترین صورت اور سردی اور گرمی کا معتدل نظام قائم کیا جاسکے۔ حکم کے مطابق صحرائے جنی نے دو چٹانوں کو الگ الگ شیر کا نقشہ بنایا اور اس کے طلسم سے ہوا کو معتدل بنایا۔ بعض نے اس طلسم کو بنانے والا حکیم بلیناس بتایا ہے۔ بعض نے ہمدان کی تعمیر کرنے والا ہمدان ابن سام ابن نوح بتایا ہے۔ اور اس نے اپنے نام کی مناسبت سے شہر کا نام رکھا اور زمانہ قدیم میں بارہ ہزار گھر بنائے تھے۔ اور ہر گھر کے ساتھ باغ اور اس میں نہریں جاری تھیں۔ اور مختلف قسم کے میوہ جات اور ہوا خوب خوشبو سے معطر کرنے والے پھولوں سے سجائے تھے اور دور سلاجقہ میں انہوں نے ہمدان کو اپنا پایہ تخت بنایا تھا۔ اور ان کے بعد علی شکر بہار جو کہ ترکمان سے تھے۔ ان کے دور میں شہر خراب اور غیر آباد ہو گیا اور شہر کے درمیان ایک ہزار آٹھ سو چشمے واقع ہیں اور اس شہر میں آٹھ سو بزرگ ولی اللہ اور علماء دین کے آستانے واقع ہیں۔ شہر کے درمیان میں امام علی نقی کا بیٹا حسین کی ضریح موجود ہے اور صوفی بزرگ بابا طاہر کا آستانہ بھی شہر کے اندر واقع ہے۔ اور اس شہر میں رہنے والے پایہ کے اولیاء اور تصوف کے بزرگوں میں سے ابوالبرکات سید علی خواجہ یعقوب اور سید علی ہمدانی شمار ہوتے ہیں۔

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ کا چودھواں شمارہ پڑھا۔ تمام مضامین معیاری تھے۔ خصوصاً ذاکر حسین صاحب کا "ہدیہ تبریک بحضور سیدہ کونینؑ" بہت پسند آیا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نوائے صوفیہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے۔ آمین

محمد اقبال کرخی
گلشن کبیر

دنیائے تصوف کی خبریں

بی ۔ ایچ ۔ معروفی

سہ روزہ اعتکاف منعقدہ خانقائے معلیٰ خشوپی والچوڑی شگر

غلام حسن سیکرٹری نشرواشاعت
این وائی ایف خشوپی شگر

۲۳ جنوری ۳ رمضان المبارک خانقائے معلیٰ خشوپی میں صدیوں کے بعد تاریخ میں پہلی بار ایک روح پرور سہ روزہ تربیتی اعتکاف کا کیمپ لگایا گیا ۔ جس میں ہورچس خشوپی سلدی پھونگ باماں اور چھورکا سے ۲۳ خوش نصیبوں نے شرکت کی ۔ جس کی نگرانی کے لئے خپلو سے رستم علی انجم صاحب عبدالرحیم کرغی صاحب محمد علی عارف اور بواحسن تشریف لائے تھے ۔ ۹ رمضان المبارک کی رات بعد از نماز تراویح و نماز شکر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت امام جمعہ والجماعت جناب سید علی شاہ نے کی ۔ تلاوت قرآن مجید کی سعادت اخوند عبداللہ نے حاصل کی جبکہ اخوند رضا نے نعت رسول پیش کی ۔ اس کے بعد عبدالرحیم کرغی صاحب نے اپنی تقریر میں اعتکاف کی اہمیت و افادیت ازروئے قرآن و سنت بیان کی ۔ بواحسن صاحب نے نہایت دل سوز انداز میں معتکفین اور انتظامیہ کے لئے دعائے خیر کی ۔ اور آئندہ بھی اپنی طرف سے تعاون کا یقین دلایا۔

اس کے بعد مجاہد ملت شگر مولانا غلام رسول صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ اعتکاف ایک ایسا عمل ہے کہ جس کا عملی مظاہرہ کئے بغیر کوئی شخص نہ دوسرے کو سمجھا سکتا ہے اور نہ دوسرا اس سے روحانی لطف حاصل کر سکتا ہے ۔ آج میری امیدوں کے چمن میں بہار آئی ہے انہوں نے کہا درویش لاہوری (اقبالؒ) اعتکاف کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

دلوں کے تمام وسواس اور نفس امارہ کو مارنے کے لئے صرف اور صرف اعتکاف کی ضرورت ہے پھر انہوں نے اس خوبصورت شعر کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کیا۔

خوشی کا دن مسرت کا زمانہ بار بار آئے
الٰہی اس گلستان میں دوبارہ پھر بہار آئے

مہمان خصوصی رستم علی انجم صاحب نے کہا اعتکاف ایک ایسا عمل ہے جہاں سے ذکر و فکر عبادت تزکیہ نفس صبر و تحمل کا بیک وقت عملی مظاہرہ ہوتا ہے ۔ انہوں نے اعتکاف کے فضائل و برکات سے عوام کو آگاہ کیا انہوں نے کہا مسلک نوربخشیہ ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو ہر قسم کے بدعات افراط و تفریط سے پاک ہے ۔ فقہ الاحوط ایک ایسی فقہ ہے جس پر عمل کر کے دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ہو سکتے ہیں اس کا اعتراف یورپین مورخوں نے اس حالیہ کنونشن میں کیا ہے جو اسلام آباد میں منعقد ہوا تھا ۔ انہوں نے شمع تصوف کے پروانوں پر زور دیا کہ وہ ہمارے اسلاف کے اس عظیم مشن کو آگے بڑھانے کے لئے کربستہ رہیں اس مادی اور ذہنی انتشار کے دور میں ہمیں ہمارے سلف صالحین اولیائے کرام اور صوفیا عظام کے مشن کو آگے بڑھانے اور اس راستے میں روڑے اٹکانے والوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں مجاہدہ ریاضت اور اعتکاف نشینی کو آگے بڑھانا ہوگا۔

انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں کہ پھر سے اس علاقے کی مساجد اور خانقاہیں اعتکاف و ذکر و فکر کی روح پرور صدا سے گونج اٹھیں۔

۹ رمضان المبارک سے ۱۲ رمضان المبارک تک اس کے دوسرے دن صوفیہ نوربخشیہ خانقائے معلیٰ الچوڑی میں انہی حضرات کے زیر نگرانی سہ روزہ اعتکاف منعقد ہوا جس میں ساٹھ خوش نصیبوں نے حصہ لیا جس میں بچے جوان بوڑھے سادات سب شامل ہیں ۔ تیسرے دن اختتامی جلسہ ہوا جس میں الچوڑی اور مضافاتی علاقوں سے سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔

متفقہ قرارداد

بعد از نماز جمعہ این وائی ایف الوژی کے مرکزی دفتر میں این وائی ایف اور انجمن جانثاروں نور بخشیہ کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا جس میں کافی غور و خوص اور بحث و تمحیص کے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس ہوئی جو درج ذیل ہے۔

۱۔ مدرسہ العارفین کی کارکردگی کو زیادہ فعال اور بہتر بنانے کے لئے ایک اور مدرس کا اضافہ کیا جائے گا تاکہ طلباء و طالبات کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ معاشرے کے ناپاک عزائم کے خلاف ایک سیسہ پلائی دیوار بنایا جائے۔

۲۔ مدرسہ کی مرمت اور توسیع کی جائے گی۔

۳۔ تمام لوگ اپنی بچوں کو باقاعدہ سکول بھیجا کریں گے۔

۴۔ مجاہد ملت مولانا غلام رسول صاحب مدرسہ کے پرنسپل ہوں گے۔

۵۔ مدرسہ اور مدرسوں کی نگرانی اور تنخواہ اور دیگر امور کی نگرانی کے لئے ایک سات رکنی کابینہ تشکیل دی گئی جس کے صدر انجنیئر محمد امین سیکرٹری جنرل ماسٹر فدا علی ڈپٹی جنرل سیکرٹری دکاندار علی موسیٰ جبکہ ممبران بابو غلام رسول صاحب ۔ حوالدار محمد ابراہیم سب انجنیئر محمد اسماعیل اور حوالدار زمان علی صاحب ہیں۔

مسجد العارفین کشو باغ میں سہ روزہ اعتکاف کا پروگرام

سلیم اللہ اکوروی
سکردو

رمضان المبارک کی اکیسویں سے لے کر چوبیسویں تک اہل تصوف کے چودہ خوش نصیب افراد نے مسجد العارفین کشو باغ میں سہ روزہ اعتکاف کے پروگرام میں شرکت کی۔ تین دن ذکر اذکار میں مصروف رہنے کے بعد فارغ ہونے پر محفل عید اور جلسے کا پروقار اہتمام کیا گیا۔ جلسے سے الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب اور صوفی غلام محمد صاحب نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے اعتکاف کے رموز و اوقات اور فضائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

اس موقع پر سٹیج سیکرٹری کے فرائض غلام علی حیدری نے سرانجام دیئے۔ معتکفین حضرات کے استقبال اور وعظ و ہدایت سننے کے لئے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ یاد رہے مسجد العارفین کشو باغ سنٹر میں یہ اعتکاف کا پہلا پروگرام ہے۔

کورو میں اعتکاف کی روح پرور محفل

الحمدللہ ۱۹۹۹ کے اوائل میں اہل تصوف نے جنوری، فروری کے تحت سرد ایام میں بھی یاد خداوندی ریاضت و اعتکاف کا سلسلہ جاری رکھا۔ سینکڑوں اہل تصوف نے شعبان المعظم اور رمضان شریف کے پہلے، دوسرے اور تیسرے عشرے میں اعتکاف جیسی عظیم عبادت میں حصہ لیا۔ ہر صبح و شام دعائے صبحیہ، اوراد فتحیہ اور عصریہ سے خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ کورو گونج اٹھی۔ نئے سال کے آغاز سے لے کر اب تک پانچ، چھ اعتکاف ہو چکے ہیں۔ رمضان شریف کے آخری عشرے میں منعقد ہونے والے پروگرام میں اہل تصوف کے ذکر و اذکار سے متاثر ہو کر محلہ خرم آباد سے عبدالحمید اور یوسف اور محمد نے جو کہ بائیں بازو کے پیروکار تھے۔ اعتکاف میں شریک ہو کر راہ تصوف اختیار کر لی۔ اختتامی جلسوں میں کورو اور اس کے گرد و نواح کے علماء کرام نے اعتکاف کے فضائل پر روشنی ڈالی۔

لاہور میں محفل اعتکاف

غلام علی نوری تھگسوی

۲۲ رمضان المبارک کو جامع مسجد نوربخشیہ لاہور میں سہ روزہ اعتکاف کا ایک نورانی اجتماع جناب اخوند مہدی صاحب کی قیادت میں ہوا۔ جس میں تقریباً ۱۸ اہل تصوف نے شرکت کا شرف حاصل کیا۔ اس نورانی اجتماع میں ممتاز عالم دین جناب علی محمد ہادی شگری اور جناب سید نواز حسین شگری بھی شامل تھے۔ الحمدللہ یہ نورانی محفل نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی آخر میں اخوند مہدی اور علی محمد ہادی کی دعاؤں کے بعد یہ روح

پرور محفل برخواست ہوئی۔

اس کے علاوہ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ لاہور میں ایک روزہ اعتکاف کے تین تربیتی کیمپوں کا انعقاد ہوا۔ جن میں کثیر تعداد میں لاہور میں مقیم اہل تصوف نے شرکت کا شرف حاصل کیا۔

غورسے میں محفل اعتکاف

محمد اسحاق غورسے

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں خگس سے بارہ مومنین اعتکاف نشینی کے لئے غورسے سے تشریف لائے۔ غورسے سے بھی کئی لوگ اعتکاف میں شامل ہوگئے۔ مورخہ ۱۵ فروری بروز جمعرات کو یہ حضرات اعتکاف سے فارغ ہوگئے۔

اس مبارک محفل میں تلاوت کلام پاک اور نعت خوانی کا شرف جناب محمد محسن کو حاصل ہوا۔ اس کے بعد نوجوان طالب علم غلام حسین دانش غورسے سے مدرسہ شاہ ہمدان سکردو نے معزز سامعین سے خطاب کیا۔ انہوں نے ولی کامل سید علی ہمدانی کے بلتستان میں آمد کے موضوع پر تقریر کی موصوف نے مسلک نوربخشیہ سے حقیقی لگاؤ رکھنے والوں کو شاہ ہمدانؒ کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی۔

جناب مولانا غلام حسن حسنونے اعتکاف کے بارے میں سیر حاصل تقریر فرمائی اس بابرکت دن کی مناسبت سے جناب رستم علی انجم محمد محسن اور جناب محمد ابراہیم فیضی نے خطاب فرمایا۔ جناب عبدالرحیم کرمی نے ذکر کے بارے میں تقریر فرمائی

آخر میں جناب صدر جلسہ فقیر محمد ابراہیم نے اہلیان غورسے کے بارے میں خصوصی دعائیں کیں۔

بقیہ آپ کے مسائل اور ان کا حل

پر کرے خواہ کتاب کو مس کئے بغیر دیکھ کر کرے ہر حال میں باوضو ہو کر کرنا چاہئے۔

جواب نمبر ۷۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ "میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی" والی کہاوت شرعاً بھی درست ہے۔ ایسی صورت میں شادی رچانے میں کوئی رکاوٹ شرعاً نہیں ہے۔

کریس میں محفل میلاد امام مہدیؑ

اور

یوم وولات شاہ سید پر جلسہ

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۲۱ بروز اتوار مسجد صوفیہ نوربخشیہ المعروف گوگمہ مسجد اوراوا میں ایک عظیم الشان روح پرور محفل میلاد بسلسلہ حضرت امام مہدی علیہ السلام و حضرت سید العارفین شاہ سید محمد نوربخشؒ منعقد ہوئی اس تقریب سعید کی صدارت مولانا عارف حسین مدرس مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو کر رہے تھے جبکہ مہمان خصوصی کی نشست پر جناب مولانا محمد ابراہیم فیضی پرنسپل مدرسہ شاہ ہمدان سکردو جلوہ افروز تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ممتاز نوربخشی کارکن جناب غلام علی حیدری نے سرانجام دیے۔ اس محفل میلاد کا آغاز جناب مولانا غلام عباس صاحب اوراں کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کے بعد سٹیج سیکرٹری نے گوگمہ مسجد کریس کے ابتدائی تاریخی حقائق پیش کرتے ہوئے باقاعدہ جلسے کا آغاز کیا۔ مولانا غلام حسین سیف اللہ نگران اعلیٰ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن سکردو نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی۔

اس محفل میلاد سے خطاب کرتے ہوئے جناب مولانا مراد علی نوری نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روئے زمین کو اپنے خاص بندوں کے فیوض و برکات سے خالی کبھی نہیں رکھتا آپ نے شاہ سید محمد نوربخش کے اصول و اعتقادیہ میں مندرج لو لا الابرار لھلک الفجار پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

مولانا غلام عباس نے محفل سے خطاب کرتے ہوئے اسلام میں عاجزی و انکساری کی ضرورت و اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مولانا غلام عباس کی تقریر کے بعد ممتاز قصیدہ خوان جناب اخوند محمد بشیر اوراں نے بحضور حضرت علی مرتضیٰ نذرانہ عقیدت پیش کئے۔

تقریب سعید میں مولانا رستم علی انجم سیلنگ نے فضیلت ذکر کے موضوع پر خطاب کیا انہوں نے ذکر قلبی و ذکر لسانی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اس مادی دور میں جبکہ دنیا سکون کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ سائنسی

ایجادات نے بہت ترقی کی ہے لیکن پھر بھی ان کے دل سکون و اطمینان جس نعمت خداوندی سے یکسر محروم ہیں انہوں نے قرآن کی آیت الا ان بذکر اللہ تطمئن القلوب پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور مسلمانوں پر زور دیا کہ ان کا ہر لمحہ خدا کے ذکر سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔

تقریب سعید سے خطاب کرتے ہوئے ممتاز عالم دین مولانا عبدالسلام حیدری نے شان شاہ سید پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

نوجوان مقرر جناب مولانا محسن علی سرموی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شاہ سید علیہ الرحمہ نے اپنے پیروکاروں کو ذکر جیسے روحانی ہتھیار سے لیس ہونے کا حکم دیا ہے۔

صدر محفل میلاد جناب مولانا عارف حسین اور مدرسہ شاہ ہمدان سکردو نے صدارتی خطبے میں فرمایا کہ آج روئے زمین میں دو ہستیوں یعنی ولایت شمسی (امام الزمانؑ) اور ولایت قمری (شاہ سید محمد نور بخشؒ) کے ظہور کا ہے۔ اور ان دونوں کی شعاعیں ہمیشہ روشن رہیں گی۔ محفل کے اختتام پر جناب غلام علی حیدری نے مجلس انتظامیہ کی جانب سے شرکاء نے محفل کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر اس محفل میں شرکت کی۔ بعد ازاں جناب مولانا محسن علی نے دعائے خیر کی۔

مکتب تقویت الاسلام کے صدر کا دورہ کراچی

اختر حسین ایک ماہ کے تنظیمی دورے پر کراچی پہنچے تو مکتب تقویت الاسلام صوفیہ نوربخشیہ کراینگ خپلو کراچی کے کارکنوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔ یاد رہے کہ مرکزی صدر

کراچی یونٹ کے ایک اہم اجلاس میں شرکت کے لئے گئے تھے انہوں نے کراچی یونٹ کی کارکردگی پر اظہار خیال کرتے ہوئے اسے اطمینان بخش قرار دیا۔

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۳ کا مطالعہ کیا۔ مضامین معیاری تھے۔ یہ رسالہ اہل نوربخشیہ میں نئی روح پھونکنے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

غلام حسن غنی

شاہ ہمدانؒ اسلامک اکیڈیمی سکردو

دلتر تھلے میں عید میلن پارٹی کے موقع پر نوائے صوفیہ کی بازگشت

موضع تھلے دلتر میں عید ملن پارٹی کا انعقاد ہوا جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر نوائے صوفیہ کے ساتھ تعاون کی اپیل پر گفت و شنید ہوئی اور بعض عناصر کی جانب سے ماہنامہ نوائے صوفیہ کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ کرنے پر افسوس کا اظہار کیا۔ اور اس عزم کا اظہار کیا کہ ادارہ نوائے صوفیہ کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا جائے گا کیونکہ یہ رسالہ قومی امنگوں کا واحد ترجمان ہے۔ اس کے خلاف کسی قسم کا کوئی بھی حربہ کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اس موقع پر درج ذیل معززین نے ادارہ نوائے صوفیہ کے لئے مبلغ -/۱۸۰ روپے مالی امداد کے طور پر جمع کئے۔ ان اراکین کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

۱۔ غلام صاحب نمبردار تھلے دلتر
۲۔ عیسیٰ صاحب چوکیدار پاور ہاؤس
۳۔ لانس نائیک محمد ابراہیم صاحب
۴۔ محمد صاحب، میٹر ریڈر پاور ہاؤس
۵۔ مولوی محمد حسین صاحب مدرس دلتر
۶۔ ابراہیم صاحب سرکردہ دلتر
۷۔ غلام علی حیدری مدرس دلتر
۸۔ سیوا احسان اسسٹنٹ ریڈر پاور ہاؤس
۹۔ انتظامیہ مدرسہ تعلیم القرآن

ادارہ نوائے صوفیہ مذکورہ مخیر حضرات کے تعاون کا شکرگزار ہے اور ان کی اس کاوش کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے امید ہے کہ ان کا تعاون آئندہ بھی حاصل رہے گا۔

خورسے گونما میں مدرسہ میر عارف کا قیام

خورسے گونما بلتستان میں مشہور صوفی بزرگ حضرت میر عارفؒ کے نام سے ایک مدرسہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس کا نگران اعلیٰ غلام علی اور صدر محمد علی فارسٹ گارڈ مقرر ہوا ہے۔

تنظیم میر عارف خورسے گونما

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن سرمیک کے زیراہتمام ولادت امامؑ مہدی پر سرمیک بلتستان میں جلسہ

ذاکر حسین
سیکرٹری جنرل
شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن

گزشتہ دنوں سرمیک بلتستان میں شاہ ہمدان اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیراہتمام سرمیک میں یوم ولادت امام مہدیؑ پر ایک عظیم الشان جلسہ میرواعظ سرمیک الحاج سید محمد شاہ صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس موقع پر مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے پرنسپل مولانا محمد ابراہیم فیضی مہمان خصوصی تھے۔ جلسے میں کثیر تعداد میں علماء کرام اور عوام الناس نے شرکت کی۔ جلسہ سے صدر جلسہ اور مہمان خصوصی کے علاوہ نوجوان عالم دین مولانا محسن علی سرموی الحاج فقیر محمد ابراہیم۔ مولانا رستم علی انجم، مولانا مراد علی نوری اور غلام علی حیدری کے علاوہ دوسرے مقررین نے خطاب کیا۔

شاہ ہمدان اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا آٹھویں سالانہ انتخابات

ذاکر حسین سنٹرل سیکرٹری جنرل
شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن
سرمیک بلتستان

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کا آٹھواں سالانہ انتخابات میں درج ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

۱۔ امیر علی ممتاز، صدر
۲۔ محمد یونس، نائب صدر
۳۔ ذاکر حسین، جنرل سیکرٹری
۴۔ نثار حسین، ڈپٹی جنرل سیکرٹری
۵۔ حسن جہانگیر، رابطہ سیکرٹری
۶۔ محمد رضا، جوائنٹ سیکرٹری
۷۔ عابدی، پریس سیکرٹری
۸۔ ربانی، آفس سیکرٹری
۹۔ الیاس حسرت، خازن
۱۰۔ رضا عاصی، نگران اعلیٰ
۱۱۔ صدر احتسابی کمیٹی، فدا حسین

جلسہ معراج النبیؐ

محمد رضا، جنرل سیکرٹری
بزم مجاہدین اسلام
گانچھے

گزشتہ دنوں مجاہدین اسلام جامعہ اسلامیہ نوربخشیہ تھگس کے زیراہتمام عید معراج النبیؐ کے سلسلے میں ایک عظیم جلسہ مسجد نوربخشیہ تھگس میں منعقد ہوا۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل ذبیح نے جلسے کی صدارت کی جبکہ جامعہ کے طلبہ نے اس پروگرام میں بھرپور حصہ لیا۔ قاری غلام رسول طالب علم نے تلاوت پیش کی

جامعہ کے طلباء۔ غلام مہدی۔ محمد جعفر۔ محمد عیسیٰ نے نعتیں اور قصائد پیش کئے۔ محمد انجم نوربخش اور حسنین علی نے معراج کے موضوع پر بڑے پیارے انداز میں تقریریں کی۔ آخر میں مولوی عبدالحمید ناظم تعلیمات جامعہ اسلامیہ نوربخشیہ تھگس نے معراج کے مختلف گوشوں پر سیر حاصل گفتگو کی۔ یوں یہ بابرکت پروگرام اخوند محمد پیش امام کے دعائیہ کلمات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

یوم شاہ سید کے موقع پر براہ بالا بلتستان میں ایک عظیم الشان جلسہ

حسین علی شہباز
پریس سیکرٹری
این وائی ایف
براہ بالا

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن براہ بالا یونٹ کے زیر اہتمام سید العارفین حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کے یوم ولادت کے سلسلے میں ایک جلسہ خانقاہ معلیٰ براہ بالا میں منعقد ہوا۔ جلسے میں علماء، مشائخ اور عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جلسے کا آغاز اخوند محمد علی صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ جلسہ کی صدارت سید جمال الدین الموسوی نے کی۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض این وائی ایف مرکز کے پریس سیکرٹری محمد یعقوب نے سرانجام دیئے۔ سٹیج سیکرٹری محمد یعقوب نے اپنی تقریر میں کہا کہ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن ایک غیر جانبدار تنظیم ہے یہ تنظیم کسی گروہ یا پارٹی کے ساتھ منسلک نہیں ہے۔ بلکہ اس کا نصب العین ملت نوربخشیہ کی بقاء، واستحکام اور آپس میں اتحاد پیدا کرنا ہے۔ بعد ازاں نورالامین نے ترانہ نوربخشیہ پیش کیا۔ اس کے بعد نونہال طالب علم عبداللہ جاوید نے حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کے حالات زندگی پر مختصر روشنی ڈالی۔ گلزار حسین نے زوال نوربخشیہ کے موضوع پر مختصر تقریر کر کے سامعین سے داد وصول کی۔

اس کے بعد صدر تقریب سید جمال الدین نے سامعین سے خطاب کیا۔ انہوں نے این وائی ایف کے نوجوانوں کے بلند ہمم اور حوصلے پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ اور این وائی ایف براہ بالا یونٹ کے نوجوانوں کو اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ آخر میں امت مسلمہ کی بقا اور سربلندی کے لئے خصوصی دعا کی گئی۔

صوفیہ نوربخشیہ جناح ٹاؤن سکردو میں شہادت حضرت علیؑ پر جلسہ

عارف حسین تھلوی
سکردو

۲۱ رمضان المبارک کو جناح ٹاؤن سکردو میں بسلسلہ یوم شہادت حضرت علیؑ ایک محفل منعقد ہوئی جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر قرآن خوانی بھی ہوئی اور علماء کرام نے حضرت علیؑ کے فضائل اور مناقب بیان کئے اور حضرت علیؑ کو اتحاد مسلمین کا علم بردار قرار دیتے ہوئے کہا کہ آپ نے حضورؐ کے بعد اسلام کو منتشر ہونے سے بچایا یہ آپ کا اسلام پر بہت بڑا احسان ہے۔

این وائی ایف دم سم کے زیر اہتمام جلسہ عام

ثناء اللہ نواز، پریس سیکرٹری
این وائی ایف دم سم

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن دم سم کے زیر اہتمام جلسہ عام بسلسلہ ولادت باسعادت حضرت امام العصر محمد مہدی علیہ السلام منعقد ہوا۔ جس میں دم سم کے معززین، سرکردگان، عوام اور طلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت عبدالرحمان نے حاصل کی۔ جبکہ خالد الرحمن نے نعت رسول مقبولؐ پیش کر کے جلسہ کی رونق کو دوبالا کیا۔

عبدالرحمن صاحب نمبردار دم سم نے اپنے کلام میں حضور سرور کونینؐ پر عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔ اخوند محمد حسین سیکریٹری یونین کونسل پھراوہ دم سم نے اس دن کی اہمیت کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی اور این وائی ایف دم سم یونٹ کی کارکردگی کو سراہا۔

ممتاز علی دم سم سابقہ صدر این وائی ایف دم سم نے

حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ کے حالات زندگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعد ازاں صدر جلسہ مولوی محمد عباس خطیب جامع مسجد دم سم نے حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی۔ جلسہ سے محمد خان نیازی جنرل سیکرٹری این وائی ایف دم سم اور صدر این وائی ایف دم سم یعقوب علی نے بھی اپنے نیک عوائم کا اظہار کیا۔ قصیدہ خوانوں نے حضرت امام العصر والزمان محمد مہدی علیہ السلام کی مدح سرائی کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد ایوب نے بحسن وخوبی انجام دیئے۔ آخر میں جلسہ پاکستان کی سلامتی و استحکام اور ملت نوربخشیہ کی سربلندی کے لئے خصوصی دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

صوفی آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن وزیر پور شگر کے سالانہ انتخابات

عبدالحمید
ڈپٹی جنرل سیکرٹری

فروری کے آخری عشرے میں صوفی آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن کے انتخابات ہوئے جس میں درج ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

۱۔ حاجی بختاور، صدر
۲۔ ابراہیم ریٹائرڈ لانس نائیک، نائب صدر
۳۔ محمد عیسیٰ، جنرل سیکرٹری
۴۔ عبدالحمید، ڈپٹی جنرل سیکرٹری
۵۔ عبدالعزیز، فنانس سیکرٹری
۶۔ محمد اسماعیل ذبیح، نشرواشاعت سیکرٹری
۷۔ عبدالحمید غالب، پریس سیکرٹری
۸۔ غلام رسول، آفس سیکرٹری
۹۔ محمد ابراہیم، پروپیگنڈہ سیکرٹری

اظہار تشکر

میرے والد عبدالغنیؒ مرحوم کے کراچی جناح ہسپتال میں طویل علالت کے بعد انتقال پر دوست احباب اور اہل تصوف کی بہت بڑی تعداد نے بذریعہ خطوط نیز اصالتاً و وکالتاً اظہار تعزیت کیا ہے۔ میں ان تمام افراد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

خصوصاً کراچی میں مقیم ریاض الاولیاء کے کارکنوں کے تعاون کا بے حد مشکور ہوں۔

منجانب: صوفی عبدالرحیم دارالکوروی محلہ فرول کورد

بقیہ قارئین کے خطوط

پہلے میں چھوٹا تھا تو یہ رسالہ میں پڑھ نہیں سکتا تھا اور اس کی خوبیوں کا اندازہ نہیں ہوتا تھا۔ اب میں خود پڑھتا ہوں تو بہت دلی سکون ملتا ہے۔ مضامین بہت معیاری ہیں۔ خصوصاً غلام حسن نوبخشی کے مضامین بہت پسند ہیں۔

روزی محمد
ساکن دم سم

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں مگر پہلی بار خط لکھ رہا ہوں۔ اس رسالے میں ہمیں انتہائی دلچسپ اور معیاری مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں۔ اشاعت کے لئے ایک مضمون "دم سم میں نوربخشیوں کا کردار" کے نام سے بھیج رہا ہوں مہربانی فرما کر شائع کریں۔

غلام عباس انصاری
ایف جی انور شہید ہائی سکول
دم سم

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ یہ رسالہ عوام کو دینی مسائل سے آگاہ رکھنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اس کی مقبولیت روز بروز بڑھے، آمین۔ ایک مضمون بھیج رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر شائع کریں۔

غلام حسین دانش متعلم
مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

جشن ولادت امام مہدیؑ و نور بخشؒ

محمد رضا بگتی

شاہ سید محمد نور بخشؒ اور امام مہدی آخری الزمانؑ کے یوم ولادت کے سلسلے میں ایک عظیم الشان محفل عید جامعہ اسلامیہ نوربخشیہ شیلو بچی (رجسٹرڈ) میں ہوئی ۔ معززین شہر علماء کرام اور این وائی ایف کے کارکنوں نے کثیر تعداد میں اس محفل میں شرکت کی۔ صدارت جامعہ ہذا کے صدر معلم الحاج اخوند ابراہیم صاحب نے کی ۔ اور مہمان خصوصی کے فرائض محمد اقبال کونسلر ناردرن ایریاز اور صدر پاکستان پیپلز پارٹی ضلع گانچھے نے انجام دیئے ۔ جناب مولانا حامد صاحب مدرس جامعہ ہذا اسٹیج سیکرٹری تھے ۔ اور اخوند محمد علی نے تلاوت کلام پاک کی ۔ جامعہ ہذا کے طلباء نے شاہ سید محمد نور بخشؒ اور امام مہدی آخری الزمانؑ کی شان میں مناقب پیش کئے جنہیں شرکاء مجلس نے خوب سراہا ۔ مقررین نے شاہ سید محمد نور بخشؒ اور امام مہدیؑ آخری الزمان کی فضیلت کرامات اور دینی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مہمان خصوصی محمد اقبال کونسلر اور صدر پاکستان پیپلز پارٹی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شاہ سید محمد نور بخشؒ نے فقہ احوط میں اسلامی برادری اخوت، اتحاد و اتفاق کا درس دیا ہے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ان کے مشن کو آگے بڑھائیں اور ان کے نقش قدم پر چل کر علاقے میں اسلامی برادری قائم کریں۔ آخر میں صدر تنظیم اخوند ابراہیم نے پاکستان کی سالمیت اور مذہب حقہ کی ترقی کے لئے خصوصی دعائیں مانگیں ۔ اس کے بعد ڈپٹی کمشنر گانچھے داؤد خان صاحب نے طلباء میں انعامات تقسیم کئے۔

امام حسینؑ کے یوم ولادت پر جلسہ

سیکرٹری جنرل
تنظیم شاہ ہمدان سرمون

این وائی ایف شیلوز کے زیر اہتمام نواسہ رسول مقبول سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کا یوم ولادت باسعادت نہایت عقیدت و احترام اور مذہبی جوش و جذبے کے ساتھ منایا گیا۔ اس موقع پر علماء کرام اور عوام الناس کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ جلسہ کی صدارت جناب مفتی محمد عبداللہ نے کی یوتھ فیڈریشن کے قائم مقام صدر عبدالخالق نور بخش نے کہا آج ملت اسلامیہ کو پہلے کی نسبت زیادہ تعلیمات حسینیؑ پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔

مفتی اعظم محمد عبداللہ نے اپنی تقریر میں کہا اسوہ حسینیؑ آج بھی ہمیں سچائی اور نیکی کی منزل دکھا رہا ہے۔ اور وقتی مصلحتوں کی خاطر اصولوں سے روگردانی کرنے سے باز رکھتا ہے۔

تنظیم شاہ ہمدان اسٹوڈنٹس فیڈریشن سرمون گون کے منتخب عہدیدار

۱۔ عنایت علی، صدر
۲۔ ایم ابراہیم تبسم، نائب صدر
۳۔ ریاض حسین تمنا، جنرل سیکرٹری
۴۔ شبیر حسین، ڈپٹی جنرل سیکرٹری
۵۔ محمد ابراہیم دلشاد فنانس سیکرٹری
۶۔ فقیہ موسیٰ علی انصاری، آفس سیکرٹری
۷۔ عبدالحلیم فکری، رابطہ سیکرٹری
۸۔ محمد ابراہیم اخوند: خزانچی

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری اور مستقل خریدار ہوں۔ رسالے کے مطالعہ سے دل کو سکون اور شرعی مسائل سے آگاہی ہوتی ہے۔ یہ رسالہ اراکین کی انتھک محنت کا پھل ہے۔ جس سے سب نوربخشی مستفید ہو رہے ہیں۔

دیگر مجھے نومبر کا رسالہ نہیں ملا ۔ اور دسمبر کا بھی بہت انتظار کے بعد ملا ۔ ناراض نہ ہوں اور رسالہ بروقت ارسال کریں۔ شاہ ہمدان کا مشہور رسالہ " دہ قاعدہ " نوائے صوفیہ کے ساتھ ارسال کریں۔ قیمت بھیج دوں گا۔

[illegible] حسین [illegible]
حال کورد



بیگو غلام مہدی صدر این وائی ایف گانگچھے

بلتستان کا انٹرویو

بی۔ایچ۔معروفی

کاچو غلام مہدی صاحب کا تعلق ڈسٹرکٹ گانگچھے کے ہیڈ کوارٹر خپلو سے ہے اس وقت بیگو ڈسٹرکٹ گانگچھے میں نوجوانوں کی فعال تنظیم این وائی ایف کے صدر ہیں۔آپ نے ابتدائی تعلیم خپلو سے حاصل کی۔بعد ازاں کراچی چلے گئے۔وہاں تعلیم کے ساتھ طلباء کی فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور

بزم تفہیم دین کے انچارج کی حیثیت سے کام کیا۔اس وقت آپ بی اے کے طالب علم ہیں اور مذہبی، معاشرتی اور سیاسی کاموں میں کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔کاچو سے این وائی ایف کے بارے میں ان سے کئے گئے چند سوالات کے جواب قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کئے جارہا ہیں۔

سوال۔کاچو صاحب این وائی ایف کے وجود میں لانے کا مقصد اور اب تک اس کی کارکردگی اور افادیت کے بارے میں روشنی ڈالیں۔

جواب۔ملت نوربخشیہ میں کوئی فعال تنظیم نہیں تھی جس کی وجہ سے نوجوان طلبہ نے محسوس کیا کہ ایک منظم قسم کی تنظیم ہونی چاہئے۔کیونکہ تنظیم کے بغیر کوئی کام موثر طور پر انجام نہیں دے سکتے تھے۔خصوصاً نوجوانوں میں مذہبی شعور پیدا کرنے کے لئے یہ تنظیم ناگزیر ہو گئی تھی۔ماضی میں یہ پلیٹ فارم نہ ہونے کی وجہ سے یہ ملت بے شمار مسائل سے دوچار ہوئی۔

جہاں تک افادیت کا تعلق ہے این وائی ایف کے وجود میں آنے کے بعد شاہ سید محمد نوربخش کے ایام وفات اور ولادت پاکستان میں جگہ جگہ منعقد ہونے لگے ہیں جبکہ اس سے قبل ایسا نہیں ہوتا تھا۔نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی بدولت نوجوان طبقہ میں مذہبی شعور پیدا ہوا ہے۔آج این وائی ایف کا ہر رکن اپنے بزرگان دین کی تعلیمات سے بخوبی آگاہ ہے۔این وائی ایف نے علماء کے درمیان بعض اوقات پیدا ہونے والے غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔این وائی ایف کی کوششوں سے بلتستان میں نوربخش سطح تک رویت ہلال کا مسئلہ حل ہو گیا۔اس سلسلے میں پیر نوربخشیہ الحاج سید عون علی الموسوی مرحوم نے علماء کرام کو اس مسئلے پر متفق کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔یہی وجہ ہے کہ آج بلتستان میں ملت نوربخشیہ روایت ہلال کمیٹی کے فیصلے کو بلاچوں وچرا تسلیم کرتی ہے۔این وائی ایف نے معاہدہ چھتن کے ذریعہ علماء کو منتشر ہونے سے بچانے کی کوشش کی اگر اس معاہدہ پر عمل درآمد ہوتا تو آج بعض مسائل خود بخود حل ہو سکتے تھے۔بعض عناصر نے آئین طریقت نامی کتاب کو شاہ سید کی طرف منسوب کرکے نوربخش سادہ لوح عوام میں مفت تقسیم کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی لیکن این وائی ایف کے باشعور نوجوانوں نے بروقت عوام کو اس سازش سے آگاہ کیا اس سلسلے میں ہماری کوشش بارآور ثابت ہوئی۔این وائی ایف نے اہم شہروں میں لائبریریاں قائم کی ہیں جن میں کراچی، اسلام آباد، خپلو، بلغار، سکردو، دم سم، ڈغونی قابل ذکر ہیں۔ان

لائبریریوں سے سینکڑوں طلباء اور عوام مستفید ہو رہے ہیں۔

این وائی ایف نے ہر علاقے میں اپنی یونٹ قائم کی ہے اور ان کو مزید علاقوں میں پھیلایا جا رہا ہے۔ان یونٹوں کے ذریعہ عوام سے ہمارا رابطہ رہتا ہے۔ہماری تنظیم نے ضلع گانگچھے کی اہم شاہراہوں کو بزرگان دین کے نام سے منسوب کیا ہے۔جس کے دوررس نتائج برآمد ہوں گے۔چند برس قبل کراچی میں بہت سی تنظیمیں بن گئیں تھیں جس کی وجہ سے مسائل میں اضافہ ہوا ان مسائل پر قابو پانے کے لئے این وائی ایف نے آپس میں اتفاق واتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

سوال۔گزشتہ دنوں بلتستان میں این وائی ایف کا کنونشن ہوا۔اس سلسلے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب۔این وائی ایف نے بلتستان کی سطح پر پہلا کنونشن منعقد

کیا۔ عوام اور نوجوانوں کے تعاون سے یہ کنونشن کامیاب ہوا۔ اس کنونشن میں این اے کونسل کے مشیر جناب اسد زیدی اور ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین محمد ابراہیم نے بھی خصوصی طور پر شرکت کی انہوں نے شاہ ہمدان لائبریری شیلو کے لئے امداد کا اعلان کیا۔ اس کنونشن کے ذریعہ عوام میں جو بیداری آئی ہے وہ ہم سب کی کامیابی ہے۔

سوال۔ آپ کی تنظیم صرف مذہبی کام کرتی ہے یا معاشرتی بھی؟

جواب۔ این وائی ایف کے منشور میں لکھا ہے کہ یہ ہمارا مقصد صرف مذہبی نہیں بلکہ معاشرتی مسائل کا حل بھی ہے۔

اس سلسلے میں ہماری تمام یونٹوں وہدایت کی جاتی ہے کہ ہمارا مقصد صرف مذہبی ہی نہیں بلکہ مستحق لوگوں کی قولی، فعلی مدد کے ساتھ معاشرہ کے ہر طبقے کی امداد کرنا شامل ہے۔ اس سلسلے میں لائبریریوں سے طلباء اور اہل قلم کو ہر قسم کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سکولوں اور کالجوں میں داخلہ کے سلسلے میں ہر ممکن تعاون اور رہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔

سوال۔ مستقبل میں این وائی ایف کا پروگرام ہے؟

جواب۔ جس طرح شاہ ہمدان اور شاہ سید نے اتحاد بین المسلمین کے لئے کام کیا ہے ہماری بھی یہی کوشش ہوگی۔ اس سلسلے میں ملی یکجہتی کونسل کے ساتھ بھی ہمارا رابطہ ہے۔ میں نے خود سکردو میں ملی یکجہتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کر کے تعاون کا اعادہ کیا ہے۔ میں تمام علماء کرام، دانشوروں اور طالب علم حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ آپس میں اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کر کے اسلام کی سربلندی کے لئے کام کریں علماء کو چاہئے کہ وہ اپنے قول و فعل میں یکسانیت پیدا کر کے قوم میں اپنی ساکھ بحال کریں یہی دین دوستی ہے۔

سوال۔ نوائے صوفیہ کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب۔ موجودہ دور میڈیا کا دور ہے چاہے یہ الیکٹرانک میڈیا ہو یا دوسرے ذرائع ابلاغ ہوں میں سمجھتا ہوں کہ نشر و اشاعت کو اس سلسلے میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی ہے کیونکہ آج کا معاشرہ تعلیم یافتہ ہے لیکن ایک جگہ اکٹھے مل بیٹھ کر تقریریں سننے کا وقت بہت کم دستیاب ہے ایسے حالات میں نشر و اشاعت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جو قوم اس میدان میں پیچھے رہ جائے وہ آگے نہیں بڑھ سکتی۔ نوائے صوفیہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

یہ قوم کے خوابوں کی تعبیر ہے یہی وجہ ہے آج اس مجلہ کو قومی ترجمان سمجھا جانے لگا ہے۔ اس رسالہ کی وجہ سے نوجوان تعلیم یافتہ حضرات میں جو جذبہ ایمانی پیدا ہوا ہے۔ وہ تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔

بقیہ چہل مقام

اس کا مثبت یا منفی نتیجہ نکلتا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آدمی کوئی کام کرے جس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے پس کام کرنے کے تصور کو نیت، ارادہ عزم کہتے ہیں۔ اعضاء و جوارح انجام دینے والے کارکن کہلاتے ہیں۔ منفی یا مثبت نتیجہ اس عمل کا پھل ہوا کرتا ہے۔ اس لئے سالک راہ پر فرض ہے کہ سوچ سمجھ کر راہ تصوف اختیار کرے کیونکہ یہ راستہ نفس امارہ کی خواہشات، ترجیحات اور میلانات کے بالکل برعکس ہے اس لئے اس راستے کا انتخاب اور اس پر چلنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پس اگر انسان کے دل میں داعیہ حق پیدا ہو جائے تو خلوص دل سے راہ حق پر چلنے تصوف کے اعمال و اشغال اپنانے کی نیت کرے اور بارگاہ الٰہی میں ثابت قدم رہنے پر خلوص دعائیں مانگے اور خلوص دل سے نیت کرنے کے بعد اس راہ آگے بڑھتا چلا جائے۔

(جاری ہے)

بقیہ گرگانی

شیخ ابو علی فارمدی کہتے ہیں کہ شیخ ابوالقاسم گرگانی نے فرمایا:

ان الاسماء التسعۃ و تسعین تصیر اوصاف العبد السالک و ھو بعید فی السلوک غیر واصل

اسمائے حسنیٰ کے ننانوے ناموں سے عبد سالک متصف ہو تو بھی ابھی وہ سلوک میں دور اور غیر واصل ہے۔

(استقامت الشریعت بطریق الحقیقۃ، ص ۱۹)

وفات

آپ نے ۲۳ صفر المظفر ۴۵۰ ہجری کو گرگان میں وفات پائی۔ جو مشہد مقدس کے مضافات میں سے ہے۔ جہاں آپ کا مزار مبارک اب تک مرجع خلائق ہے۔



غلام حسن شگری

نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہوں مگر پہلی بار خط لکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ نوائے صوفیہ کے ذریعے آپ شاہ سید محمد نوربخش کے عظیم مشن کو آگے بڑھانے میں مجاہدانہ کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس کے لئے مبارک باد قبول کریں۔ پچھلے دو شماروں میں بلبل تصوف مولوی علی مرحوم کی ایک یادگار تقریر ۔ حقیقت تصوف ۔ محمد بشیر کوروی صاحب کے اردو ترجمے اور تدوین کے ساتھ نوائے صوفیہ کی زینت بن رہے ہیں۔ یہ اہل نوربخشیہ پر عموماً اور اہل نوربخشیہ کورو پر خصوصاً ایک احسان عظیم ہے۔ میں پرانے شماروں کو تحفتاً اپنے دوستوں کو جن میں زیادہ تر انڈین دوست ہیں، پڑھنے کے لئے دیتا ہوں۔ جن سے داد تحسین وصول کر کے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل سطح پر مقبول ہو رہا ہے۔ تمام قلم کاروں کو مبارک باد دیں۔

صوفی تبسم
ریاض سعودی عربیہ

میں مسلک صوفیہ نوربخشیہ کا ایک ادنیٰ سا خادم ہوں۔ مجھے نوائے صوفیہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ پڑھ کر خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ اس ادارے کا ممبر بننا چاہتا ہوں۔ لہذا میرے نام ایک رسالہ ارسال فرمائیں۔

محمد اسماعیل سلترو گوما
مرکزی جنرل سیکرٹری
تنظیم سلترو سیاچن پاکستان رجسٹرڈ

میں نوائے صوفیہ کا قاری ہوں۔ اس کے مضامین بہت ہی دلچسپ اور سبق آموز ہیں۔ ایک مضمون ارسال کر رہا ہوں، شائع کر کے حوصلہ افزائی فرمائیں۔

کاچو اختر حسین بلغاری
متعلم مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ اس کی بدولت اولیائے کرام کے حالات زندگی اور دین حقہ کی تازہ ترین خبریں پڑھ کر دلی سکون حاصل ہوتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ نوائے صوفیہ کا مقام ہمیشہ بلند و بالا رہے۔

محمد رضا آرزو سکردوی
کراچی

بندہ ناچیز مذہب حقہ صوفیہ نوربخشیہ کا ایک ادنیٰ خادم ہے۔ مدرسہ مظہر العلوم صوفیہ نوربخشیہ تھلے میں بحیثیت آفس سیکرٹری اور لائبریرین کام کر رہا ہوں۔ نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ سالانہ چندہ مبلغ ۔/۱۰۰ روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال ہے۔ برائے مہربانی رسالہ میرے نام جاری فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔

اشرف حسین
آفس سیکرٹری و لائبریرین
مدرسہ مظہر العلوم صوفیہ نوربخشیہ تھلے

نوائے صوفیہ کا قاری ہوں۔ علاقہ کندوس میں نوائے صوفیہ کا مطالعہ کر کے استفادہ کرنے والے تو بہت ہیں مگر بے روزگاری کی وجہ سے ماہانہ یا سالانہ چندہ دینے کی استطاعت رکھنے والے کم ہیں۔ گاؤں میں ہم دو تین افراد کو ہی یہ شرف حاصل ہے۔ ہم اس کا مطالعہ کرنے کے بعد باقی مذہبی ذوق رکھنے والوں کو مطالعہ کے لئے دے دیتے ہیں۔

محمد اسحاق شاکر
لچھت کندوس

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں ۔ یوں تو نوائے صوفیہ کا ہر شمارہ بہت معیاری لگا لیکن شمارہ نمبر ۲۱ میں اولاً پروفیسر حسن شاہ صاحب کے نہایت موزوں اور مبنی برحق تاثرات ثانیاً جرمن سکالر اینڈریز سے خصوصی انٹرویو کا اردو ترجمہ پڑھ کر اور ثالثاً روزنامہ مسلم میں میر عبدالعزیز صاحب کا نوائے صوفیہ کے بارے میں تاثرات بے انتہا خوشی و مسرت ہوئی ۔

دعا بدرگاہ رب ذوالجلال ہے کہ تصوف کا یہ نوائے برحق اتحاد امت مسلم کے لئے شاہ سید محمد نوربخش کی تحریک کی صحیح ترجمانی کرے ۔

(انجینئر غلام محمد غازی غوری راولپنڈی)

نوائے صوفیہ کو پڑھ کر دل کو بہت سکون ملا ۔ یہ ملت نوربخشیہ کو راہ راست دکھانے کا ایک اہم ذریعہ ہے ۔ نوائے صوفیہ کے سرگرم رکن جناب مولانا محمد رضا ضیاء کا وزیر اعظم آزاد کشمیر جناب سردار عبدالقیوم صاحب سے ملاقات کرنے اور شاہ ہمدان پبلیکیشنز کی جانب سے رسالہ وہ قاعدہ اور ماہ نامہ رسالہ پیش کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

(غلام حیدر سرنگی طالب علم اسلام آباد)

بندہ آپ کا رسالہ نوائے صوفیہ پڑھنے کا ایک قدیم قارئین میں سے ایک ہوں بندہ نے سال ۱۹۹۹ء جنوری سے رسالہ کا باضابطہ خریداری کا آغاز کیا ہے ۔ رسالہ بہت مقبول اور معیاری اور دلچسپ ہے ۔ میری دعا ہے کہ رسالے کا معیار مزید بلند ہو تاکہ سامعین کو اچھی سے اچھی تحریریں پڑھنے کو میسر آسکیں ۔

(محمد صادق پراچہ سرنگی سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو)

میں عرصہ دو ماہ سے نوائے صوفیہ پڑھ رہا ہوں ۔ اس میں دین کی ضروری باتیں تفکر و تذکر خصوصاً بلبل تصوف مولانا علی کوروی کی تقریر بہت معیاری اور ناقابل فراموش پائی ۔ یہ تمام مضامین شائع کرنے پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگ اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود دین کی خدمت کے لئے کمربستہ ہیں ۔

(نائب صوبیدار محمد علی خپلوی حال کشمیر)

میں نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں ۔ نوائے صوفیہ کے بانی جناب معروفی صاحب ، ڈاکٹر غازی محمد نعیم اور علامہ بشیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اور رسالہ وہ قاعدہ منظر عام پر لانے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

محمد نثار صابری ابدالی آباد گلاب پور شگر

رسالہ باقاعدگی سے مل رہا ہے ۔ نوائے صوفیہ کی بدولت وقت اچھا گزر رہا ہے ۔ بس کبھی تو پڑھتے پڑھتے آنکھوں میں خوشی کے آنسو آجاتے ہیں ۔ نوائے صوفیہ کی وساطت سے تصوف کے علمبرداروں کے ہاتھوں میں علم تصوف اونچا نظر آتا ہے ۔ دیگر آج کل آپ نے " قارئین کے خطوط " کے صفحات کم کر دیئے ہیں ۔ میرے خیال میں ان کو زیادہ تعداد میں شائع کریں ۔ اس دفعہ آپ کی رسالہ کے صفحات بڑھا کر چالیس کر کے میری دیرینہ خواہش پوری کر دی ہے ۔

(بابو محمد تقی شگری)

میں نوائے صوفیہ کا ہر شمارہ پڑھتا ہوں مجھے اس رسالے کا ہر مضامین بہت پسند ہے ۔ لہذا مجھے بھی نوائے صوفیہ کے مستقل خریداروں میں شامل کریں ۔

(آغا سید علی کاظمی ، تھوگموسی چھوربٹ)

نوائے صوفیہ مذہبی معلومات فراہم کرنے کے علاوہ لوگوں میں ملی و دینی جذبات کو فروغ دینے کا بہترین ذریعہ ہے ۔ رسالہ کا بڑھتا ہوا معیار اور آپ سب کی محنت و خلوص اور بے لوث خدمت ہمارے لئے باعث اطمینان و سکون ہے یہ رسالہ نوربخشیوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کا واحد ذریعہ ثابت ہو رہا ہے ۔ اللہ آپ کے اس ادارے کو قائم رکھے جو نوربخشیہ کی تعلیم کو دنیا کے ہر چپہ چپہ میں پھیلا رہا ہے ۔

(قربان علی شاہین وسانگی)

باقی صفحہ نمبر ۲

The Monthly **NAWA-I-SUFIA** Islamabad
Reg. No.B/1-D-97

ذکر چہار ضرب مشرب ہمدانیہ

افضل الذکر لا الہ الا اللہ (الحدیث)

بہترین ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ ہے ۔ ﷺ (حدیث نبوی)

سالکا دانی طریق راہ چیست
دائما با نفس خود بودن بحرب

اے سالک! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس راہ (راہ سلوک) کا طریقہ کیا ہے؟ اس راستے کا طریق ہمیشہ اپنے نفس (امارہ) سے برسرِ پیکار رہنا ہے۔

قوت خود از خون دل خوردن بود
ترک کردن لقمہ شیرین و چرب

اس راستے کا طریق یہ ہے کہ اپنی غذا خونِ دل سے حاصل کرو۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ مرغن اور لذیذ کھانوں سے پرہیز کرو۔

خانہ تاریک و بیداری شب
معدہ خالی و ذکر چہار ضرب

اس راستے کا طریق یہ ہے کہ کسی گوشہ تاریک میں شب بیداری کی جائے اور معدہ خالی رکھ کر ذکر چہار ضرب (لا الہ الا اللہ) کا اہتمام کیا جائے۔

چشم بند و لب ببند و گوش بند
گر نہ بینی سر حق برما بخند

اے سالک اپنی آنکھوں، اپنے ہونٹوں اور اپنے کانوں کو (غیر اللہ کی طرف سے) بند کر لو اور اگر پھر بھی تم اسرار الٰہی کو نہ پا لو تو بیشک ہمارا مذاق اڑا۔

(امیر کبیر سید علی ہمدانی)